عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۱ تا ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۱۸ | شمارہ: ۱۸

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم قوموں کے درمیان

دو علمی شخصیات کا حادثاتی انتقال

اسلامی اخلاق و کردار کا جوہر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

نابالغ بچوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا

س:......اگر کوئی نابالغ مثلاً: چھ، سات سالہ بچہ یا بچی قرآن کریم کی تلاوت میں آیات سجدہ پڑھ لے، تو کیا ان پر سجدہ تلاوت کرنا لازم ہے یا نہیں؟ میرا بچہ اقرأ مدرسہ میں پڑھتا ہے، اس کے ساتھ یہ مسئلہ پیش ہے۔ نیز یہ بتایئے کہ ان کو پڑھانے والے استاذ یا سننے والے بڑوں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:......واضح رہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب نہیں ہوتا، لہٰذا بصورت مسؤلہ آپ کے بچے پر سجدہ تلاوت والی آیات پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت کرنا واجب نہیں، البتہ ان کو پڑھانے والے استاذ اور دیگر سننے والے بڑوں (بالغین) پر سجدۂ کرنا واجب ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

”(فلا تجب علی کافر و صبی و مجنون وحائض و نفساء قرء وا، أو سمعوا) لانھم لیسوا اھلاً لھا، (وتجب بتلاوتھم) یعنی المذکورین (قولہ لأنھم یسوا اھلاً لھا) ای للصلاۃ أی لوجوبھا (قولہ وتجب بتلاوتھم) ای وتجب علی من سمعھم بسبب تلاوتھم۔“

(درمختار مع الشامی ص:۲/۱۰۷، باب سجود التلاوۃ)

جابر نام رکھنا کیسا ہے؟

س:......کیا جابر نام رکھنا جائز ہے؟

ج:......جی ہاں! جابر نام رکھنا بلاشک وشبہ جائز ہے، اس کے جائز ہونے میں شبہ کیوں ہورہا ہے؟ اس نام کا رواج تو صحابہ کرامؓ میں بھی تھا، اور اسی نام سے موسوم حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی گزرے ہیں، جن کا تذکرہ کتب حدیث میں بکثرت ملتا ہے۔ اگر یہ نام رکھنا جائز نہ ہوتا تو یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تبدیل فرمادیتے۔

بالوں کو سیاہ کلر کرنا

س:......کیا مرد وعورت کو بالوں میں کالا کلر کرنا جائز ہے؟ یا اس کے علاوہ دوسرے کلر مثلاً براؤن، گرے، گولڈن وغیرہ کرنا جائز ہے؟

ج:......کالا کلر استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے علاوہ دوسرے کلر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا

س:......عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے اور اگر داڑھی مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کو صاف کرنا مستحب ہے۔ بھنویں بنوانا یا انہیں باریک کرنا جائز نہیں۔

مصنوعی بالوں کا استعمال

س:......بازار میں مصنوعی بال ملتے ہیں مثلاً وگ وغیرہ بنی ہوئی ہوتی ہے، کیا عورتیں اپنے بالوں میں یہ لگاسکتی ہیں تاکہ بال بڑے معلوم ہوں؟

ج:......اگر یہ بال انسان کے ہوں تو ان کو لگانا گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ حدیث شریف میں لعنت وارد ہوئی ہے اور اگر کسی دوسرے چیز سے بنے ہوئے ہوں یا کسی جانور کے ہوں تو جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۱ تا ۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رمئی ۲۰۱۸ء شمارہ: ۱۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دو علمی شخصیات کا حادثاتی انتقال	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ختم نبوت ہمارا ایمان	۷	محمد عمران نقشبندی
علماء کونشن گجرات میں مولانا اللہ وسایا کا خطاب (۵)	۱۰	ادارہ
نبی رحمت ﷺ بچوں کے درمیان	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
اسلامی اخلاق و کردار کا جوہر	۱۷	مولانا شمس الحق ندوی
مرد درویش مولانا عبدالواحدؒ... حیات وخدمات	۱۹	مولانا مفتی احمد خان
حضرت محمد ﷺ کی سیاسی دستاویزات (۲)	۲۱	ڈاکٹر ظفر دارک قاسمی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۳	ادارہ
مولانا سیّد فاروق ناصر شاہ کا سانحۂ ارتحال	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مدارس دینیہ کی قانونی حیثیت	۲۷	مولانا محمد حنیف جالندھری

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

حج اور اس کے متعلقات

حدیث قدسی ۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عرفہ کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کثرت کے ساتھ اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہو، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ارادہ کیا ہے؟ (مسلم) یعنی دور دور سے اس حالت میں کیوں آئے ہیں؟ کیا امید اور کیا غرض لے کر آئے ہیں۔ (مسلم)

حدیث قدسی ۵: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

حدیث قدسی ۶: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ تین مقاموں سے جہاں آپ اتریں گے وہی آپ کی ہجرت کا مقام مقرر کر دیا جائے گا: مدینہ منورہ، بحرین یا قنسرین۔ (ترمذی)

یعنی ان تینوں بستیوں میں سے جس بستی میں آپ اتر جائیں گے وہی دار الہجرۃ بنا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اور وہی دار الہجرۃ بنا۔

حدیث قدسی ۷: حضرت زید بن خالد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھا کریں، کیونکہ تلبیہ حج کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ (احمد، امام مالک، ابن حبان)

حدیث قدسی ۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک کعبۃ اللہ کی زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں اور تحقیق کعبہ نے شکایت کی، پس کہا: اے رب! میرے مہمان اور میری زیارت کرنے والوں کی تعداد کم ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی جانب وحی بھیجی کہ میں ایک ایسی مخلوق کو پیدا کرنے والا ہوں جو مجھ سے ڈرنے والی اور مجھے سجدہ کرنے والی ہوگی اور وہ تجھ سے اتنی محبت کرنے والی ہوگی جتنی کبوتری کو اپنے انڈوں سے محبت ہوتی ہے۔ (طبرانی) شاید امت محمدیہ مراد ہے، ہم نے بشر کا ترجمہ یہاں مخلوق کر دیا ہے۔

حدیث قدسی ۹: حضرت عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص مال حلال کے علاوہ کسی قسم کا مال لے کر حج کو جاتا ہے اور کہتا ہے "لبیک" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لا لبیک ولا سعدیک" اور تیرا حج تجھ پر رد کیا گیا ہے۔ (ابن عدی، دیلمی)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نماز اور معذورین

س:...... وضو اور تیمم نہ کر سکنے والے معذور کے کسی عذر کی وجہ سے کپڑے بھی ناپاک رہتے ہوں تو اس شخص کے لئے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:...... وضو اور تیمم نہ کر سکنے والا شخص اگر اسے کوئی وضو اور تیمم کرانے والا بھی نہ مل سکے تو وہ نماز پڑھنے کے لئے لباس کا ایک علیحدہ جوڑا رکھے اور اس لباس کو پہن کر اسی حالت میں نماز ادا کرے، نماز کے بعد اس لباس کو تبدیل کرلے اور جس جگہ ناپاکی لگی ہو اس کو دھولے تاکہ اگلی نماز دھلے ہوئے پاک کپڑوں میں ادا کر سکے، ایسا ہر نماز کے وقت کرتا رہے۔

س:...... اگر کسی شخص کو پاک لباس ہی نہ مل سکے تو ایسے شخص کو نماز پڑھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... ایسا شخص جس کے پاس کسی قسم کا اتنا بھی کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنی ستر چھپا سکے تو وہ شخص کسی نماز کے لئے کوئی کپڑا یا چادر ادھار مانگ لے اور اس کپڑے سے ستر چھپا کر نماز کو صحیح طریقے سے ادا کرے اور وہ کپڑا اس کے اصل مالک کو واپس کر دے۔ اگر کسی سے کپڑا ادھار بھی نہ مل سکتا ہو تو وہ شخص تنہائی میں بغیر لباس کے قعدے کی حالت میں بیٹھتے ہوئے نماز ادا کرے، جس کے رکوع اور سجود بھی اشاروں سے کرے۔

س:...... اگر کسی کے اوپر ایسی حالت آجائے کہ اس کے پاس لباس حاصل کرکے پہننے کی استطاعت ہی نہ ہو یا اُسے لباس نہ پہننے پر مجبور کیا گیا ہو، مثلاً قید خانے میں اس کے کپڑے ہی اتروا دیئے گئے ہوں تو ایسا شخص نماز کے اوقات میں کیا کرے؟

ج:...... ایسا شخص بغیر لباس کے ہی نماز کے اوقات میں اسی حالت میں قعدے میں بیٹھ کر رکوع اور سجود کو اشاروں سے کرتے ہوئے نماز ادا کرے، لباس نہ پہننے کی مجبوری اگر کسی انسان کی طرف سے ہے تو اس مجبوری کے ختم ہوتے ہی اس حالت میں ادا کی ہوئی تمام نمازوں کو دوبارہ پڑھ لے، لیکن اگر یہ مجبوری قدرتی ہے، مثلاً کسی مرض کی وجہ سے تو مجبوری کے ختم ہونے کے بعد اس حالت میں پڑھی ہوئی تمام نمازوں کو لوٹانے کی ضرورت ہے۔ ایسے تمام مجبور اشخاص ہر نماز کو اس کے شروع کے اوقات کے بجائے بالکل آخری وقت میں ادا کریں شاید کہ وہ مجبوری اس سے پہلے ختم ہو جائے اور اُسے اس مجبوری کے بغیر نماز ادا کرنے کا موقع مل جائے۔

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

دو علمی شخصیات کا حادثاتی انتقال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

حضرت مولانا نورالاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

ڈاکٹر مولانا نورالاسلام رحمۃ اللہ علیہ مراد پور مانسہرہ کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ سراج العلوم جیوڑی اورٹی اینڈ ٹی کالونی ہری پور، قاری نورالحق صاحب سے حفظ کیا۔ ایف۔ اے تک مانسہرہ سے تعلیم حاصل کی۔ جامعہ فاروقیہ کراچی سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ ریاض یونیورسٹی میں پڑھتے رہے۔ سکاٹ لینڈ ایڈنبرا یونیورسٹی سے اصول فقہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور دارالعلوم ہولکمب بری کے استاذ الحدیث مولانا محمد ہاشم گجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز بیعت تھے۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مولانا سید انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حدیث حاصل تھی۔ مولانا نورالاسلام رحمۃ اللہ علیہ خود اور بچوں واہلیہ سمیت برطانوی پاسپورٹ ہولڈر تھے۔ لیکن چار سال قبل اپنے وطن مانسہرہ آگئے۔ حسینؓ بن علیؓ مسجد تعمیر کرائی۔ اس میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ جامعہ محمودیہ مانسہرہ میں مسلم شریف پڑھاتے تھے۔ یومیہ ایک منزل تلاوت کا معمول تھا۔ تین پارے تہجد میں پڑھ لیتے باقی دن بھر چلتے پھرتے مکمل کر لیتے۔

اس دھرتی پر علم وعمل، تقویٰ ودیانت، زہد واخلاص کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ان جیسا بے نفس، منس مکھ انسان میں نے نہیں دیکھا۔ جن دنوں سکاٹ لینڈ میں ہوتے تھے ختم نبوت کے تبلیغی سفر پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جاتے تو مولانا نورالاسلام سراپا حاضر باش ہوتے تھے۔ سکاٹ لینڈ سے برمنگھم وفد لے کر ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوتے تھے۔ ہمیشہ علمی گفتگو کرتے اور خود بھی چلتی پھرتی علمی اور معلوماتی شخصیت تھے۔ ۱۲؍فروری ۲۰۱۸ء کو بالڈھیر شاہ مقصود ہری پور سے گاڑی میں پیٹرول ڈلوا کر نکلے۔ ڈمپر نے ٹکر ماری۔ گاڑی میں عزیز بچے اور بعض خواتین کا موقع پر انتقال ہوگیا۔ مولانا کو بیہوشی کی حالت میں ایبٹ آباد ایوب میڈیکل کمپلیکس داخل کرایا گیا۔ ہوش آنے پر بچوں اور مستورات کے انتقال کی خبر سے ہارٹ اٹیک ہوا اور جان کی بازی ہار گئے۔ حق مغفرت کرے۔ ان کی وفات سے علم وفضل کا ایک باب بند ہوگیا۔ ایسی عبقری شخصیات مدتوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اگلے دن جنازہ ہوا۔ نیو مراد پور قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ رحمت حق سے ان کی قبر مبارک سدا شرابور رہے۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

حضرت قاری محمد عثمان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

ہمارے مخدوم ومخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا قاری محمد یٰسین بانی ومہتمم جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے جواں سال صاحبزادے حضرت قاری محمد عثمان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳،۱۴؍مارچ ۲۰۱۸ء کی درمیانی شب سکھیکی کے قریب ایک حادثہ میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

جناب قاری محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۶؍مارچ ۱۹۹۰ء کو ہوئی۔ آپ نے حفظ قاری عبدالرحمٰن صاحب سے باغ والی مسجد میں کیا۔ حضرت مولانا قاری

رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور اپنی والدہ محترمہ سے گردان مکمل کی۔ درس نظامی کے لئے دارالقرآن میں داخلہ لیا اور وہیں سے دورۂ حدیث ۲۰۱۳ء میں مکمل کیا۔ دورۂ حدیث شریف والے سال اس اہتمام کے ساتھ شریک درس رہے کہ پورے تعلیمی سال میں ایک بھی ناغہ ورخصت یا غیر حاضری نہیں ہونے دی۔ تعلیم کے دوران میں شادی ہوگئی تھی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۴ماہ کے لئے تبلیغی جماعت میں وقت لگایا۔ اس دوران میں اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ دیا جس کا نام محمد یوسف رکھا گیا۔ وہ ایک ماہ بعد وصال کر گیا۔ قاری محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تبلیغ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کا آخرت کے لئے سفارشی اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے پہنچ گیا۔ زہے نصیب!

حضرت قاری محمد یٰسین نے پچپن سال تراویح میں باغ والی مسجد میں قرآن مجید سنایا ہے۔ قاری محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ سے واپس آئے تو پڑھانے کے لئے حضرت والد صاحب نے اپنی مسند پر براجمان کردیا۔ قرآن مجید کا ضبط انتہائی اعلیٰ، تلاوت انتہائی عمدہ تھی کہ رمضان شریف کا مصلیٰ بھی والد صاحب کی جگہ سنانے لگے۔ تلاوت اس ذوق سے کرتے کہ والدین تو کیا پورا حلقہ عش عش کراٹھا۔ والد صاحب کی جگہ گردان کے درجہ میں ایک سو سے زیادہ آپ کے شاگرد ہوں گے۔

حرمین شریفین سے والہانہ لگاؤ تھا۔ پانچ حج کئے اور پندرہ عمرہ کے اسفار ہوئے۔ حرمین شریفین حاضری کے دوران عصر سے عشاء کے بعد تک آپ ﷺ کے قدمین شریفین میں دوزانو ہوکر پوراوقت گزارتے۔ اس دوران دلائل الخیرات اور تلاوت کا معمول رہتا۔ نہ معلوم کتنے ختم قرآن قدمین شریفین میں بیٹھ کر خود رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کے حضور سنائے۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

باغ والی مسجد کا انتظام وتعلیم کے نظم کو اس طرح سنبھالا کہ والدین کریمین کے اور منظور نظر اور ڈھیروں دعاؤں کا مرجع ہوگئے۔ اساتذہ کرام کے احترام میں مثال قائم کردی۔ زندگی بھر کسی بھی استاذ کو سروقد نہیں ملے۔ ہمیشہ جھک کر مصافحہ کرتے تھے۔ یہ معلوم کرکے انتہائی مسرت حاصل کی جائے گی کہ وصال کے بعد معلوم ہوا کہ وہ فراغت کے بعد ہر جمعرات کو بلاناغہ تین صد روپیہ کی شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لئے رسید کٹواتے تھے۔ زہے عشق اہل بیتؓ۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

باہر سے آئے مہمان کو چھوڑنے کے لئے رائیونڈ جانا تھا۔ زندگی کی جامعہ دارالقرآن میں آخری جماعت کی نماز میں ’’یا ایتھا النفس المطمئنۃ‘‘ والا رکوع رغبت وخواہش سے حکماً تلاوت کرایا۔ اپنے جامعہ کے استاذ مولانا خورشید سے آخری سفر سے پہلے حسن خاتمہ کے دعا کی درخواست کی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل ملتان تشریف لائے۔ اپنے اجداد کی قبور کی زیارت کی اور دیر تک ایصال ثواب کرتے رہے۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان میں اپنے نانا مجدد قرأت حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر دیر تک چشم گریاں اور دل بریان سے ایصال ثواب کے لئے تلاوت کرتے رہے۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کرکے تشریف لائے تھے۔ سفر عمرہ پر جاتے ہوئے اپنے برادر بزرگ مولانا قاری عزیزالرحمٰن رحیمی مدظلہ کو پانچ ہزار روپے شاہی مسجد لاہور کی ختم نبوت کانفرنس کے اخراجات کے لئے عنایت کئے۔

مہمانوں کو چھوڑنے کے لئے رائیونڈ گئے۔ واپسی پر رات ساڑھے بارہ بجے حادثہ میں جان جان آفریں کے سپرد کرکے ’’ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ‘‘ کا نمونہ ومصداق ہوگئے۔

اگلے دن جامعہ دارالقرآن میں ظہر کے بعد نماز جنازہ ہوا۔ جو فیصل آباد کے بڑے جنازوں میں سے بھی قابل رشک جنازہ تھا۔ جامعہ کی پوری چاردیواری میں صفیں ہی صفیں تھیں اور یہی حال صفوں کا باہر محلہ میں بھی تھا۔ اس دنیا میں مختصر وقت لے کر آئے۔ تھوڑے وقت میں بہت کچھ کما کر آخرت کے لئے ساتھ لے کر گئے۔ والد گرامی حضرت قاری محمد یٰسین صاحب نے جنازہ پڑھایا اور جنازہ سے قبل فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں میرا قلب گواہ ہے کہ یہ جنازہ ان خوش نصیب جنازوں میں سے ہے جن کے جنازہ پڑھنے والوں کی بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیا کرتے ہیں۔

قاری محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ قابل رشک لائق تبریک عالم دین تھے۔ وہ کیا گئے کہ یادوں کی برأت چھوڑ گئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کے درجات آخرت بلند سے بلندتر فرمائیں۔ آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ختم نبوت ہمارا ایمان

محمد عمران نقشبندی، لاہور

رمضان شریف کا آخری عشرہ چل رہا تھا۔ نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں اپنے قریبی دوست کے ساتھ ایک کباب فروش کی دکان پر بیٹھا گرما گرم کبابوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ میرے قریب سے ایک شخص گزرا۔ میں فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور اس شخص سے علیک سلیک اور مصافحہ کیا۔ کچھ گفت وشنید کے بعد وہ رخصت ہوا تو میں نے واپس اپنی نشست سنبھالتے ہوئے اپنے دوست سے اس کا غائبانہ تعارف کروانا شروع کر دیا کہ یہ وہ فلاں امپورٹر ہے جس سے میں اپنی دکان کے لئے فلاں فلاں امپورٹڈ اشیاء خریدتا ہوں جن کا معیار مارکیٹ میں سب سے بہتر ہے اور ان کی مانگ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس کی رہائش اسی کباب فروش کے سامنے گلی میں ہے۔ میری بات ختم ہونے پر میرا دوست مسکرا دیا اور کہنے لگا: اب میں اس شخص کا تعارف کرواؤں؟ لیکن مجھے یقین ہے کہ آج کے بعد تم اس شخص سے مال لینا بند کر دو گے۔ میں نے کچھ متردد ہوتے ہوئے اس سے پوچھا کہ کہیں وہ مرزائی تو نہیں! اس پر وہ ایک بار پھر مسکرایا اور اقرار میں گردن ہلا دی۔ میں بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگا اور اس سے اس الزام کا ثبوت مانگنے لگا کیونکہ میرے نزدیک کوئی گیا گزرا مسلمان بھی اپنے کسی بدترین مخالف کو بھی بغیر ٹھوس ثبوت کے مرزائی کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ مرزائی ہونے کا مطلب گستاخ رسولؐ ہونا ہے اور خاص طور پر اس وقت جب مرزائی ایک عاقل و بالغ شخص ہو۔ خیر میرے دوست نے ناقابل تردید ٹھوس ثبوت دے کر اس شخص کا قادیانی مرزائی ہونا ثابت کر دیا۔

میں دل ودماغ پر بوجھ لئے گھر آ گیا۔ عجیب ادھیڑ بن کا شکار ہو گیا تھا۔ عید سر پر تھی اور اس مرزائی سے آنے والے سامان میں سے ایک آرٹیکل کی مجھے شدید ضرورت تھی۔ اگرچہ اسی طرح کا متبادل برانڈ بازار میں موجود تھا لیکن اس کا معیار بہتر نہیں تھا اور کارٹن میں تعداد کی کمی کی بھی شکایت تھی۔ مرزا غالب کا شعر میرے حسب حال تھا:

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے، کلیسا میرے آگے

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے مرزائی قادیانی گروہ کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد سے عام مسلمانوں کی اکثریت ناواقف ہے اس لئے ان میں سے صرف چند ایک کو بطور نمونہ یہاں بیان کرنا چشم کشا بھی ہے اور اس مضمون کے مافی الضمیر کو سمجھانے کے لئے معاون بھی۔ مرزا قادیانی اور اسکے پیروکار کبھی اللہ ذوالجلال والاکرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو کبھی آقائے نامدار، خاتم النبیین و المرسلین، سید الثقلین، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تمام حدود کو پھلانگتے نظر آتے ہیں تو کبھی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اصحاب رسول کے متعلق اپنی بدباطنی کا اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔" (کتاب البریہ صفحہ ۸۵، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳، صفحہ ۱۰۳ از مرزا قادیانی)

"جو شخص مجھ میں اور مصطفی میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶، صفحہ ۲۵۹ از مرزا قادیانی)

"خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۲ از مرزا قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ ۲۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۴۰ از مرزا قادیانی)

"جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ابوہریرہؓ کے قول کو ردی متاع کی طرح پھینک دے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۰، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۱۰ از مرزا قادیانی)

"حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں ان میں سے ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ ۹، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۳ از مرزا قادیانی)

”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت کرلو۔ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۰ از مرزا قادیانی)

”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات صفحہ ۱۳۶ طبع دوم، صفحہ ۱۴۹ طبع سوم، صفحہ ۵۷۸ طبع چہارم از مرزا قادیانی)

”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸ از مرزا قادیانی)

”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدیٰ صفحہ ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۵۳ از مرزا قادیانی)

(مندرجہ بالا تمام اقتباسات و حوالہ جات کتابچہ دعوت غور و فکر۔قادیانیت ایک خطرناک تحریک۔سلسلہ نمبر ۱، مطبوعہ مرکز سراجیہ گلبرگ لاہور، سے لئے گئے)۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور سیدی و مرشدی حضرت اقدس خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کے فیضانِ نظر سے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ایک قادیانی سے جانتے ہوئے بھی کاروباری تعلق رکھا جائے۔مگر کیا کیجئے نفس اور شیطان کا کہ یہ اپنا کام پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔انسان کو اندیشہ ہائے سود و زیاں میں مبتلا کرکے صراطِ مستقیم سے تباہی کے اندھے گڑھے تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔مجھ جیسے عام اور دین کے علم سے نابلد مسلمان کے دماغ میں ایسی صورتِ حال میں چند سوالات اور وسوسوں کا آنا فطری ہے مثلاً:

☆ متبادل برانڈ نہ ہونے یا اس کا معیار ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی سے مال نہ خریدنے میں کاروباری نقصان کا اندیشہ ہے۔

☆ قادیانی سے بلاواسطہ (directly) مال خریدنے کی بجائے یہی مال مارکیٹ کے دوسرے تاجروں سے خرید لیتے ہیں جن کو مذکورہ قادیانی نے

ایک شخص شراب کو شراب کہہ کر بیچتا ہے جبکہ ایک اور شخص شراب کی بوتل پر آبِ زمزم کا لیبل لگا کر بیچتا ہے۔یہ دوسرا شخص پہلے کی نسبت زیادہ قابلِ گرفت اور بڑا مجرم ہے کیونکہ برائی کے ساتھ ساتھ دھوکہ دہی کا بھی مرتکب ہو رہا ہے

مال فروخت کیا ہے۔

☆ جب دوسرے غیر مسلموں سے مال خریدا جا سکتا ہے تو قادیانیوں سے کیوں نہیں یعنی اگر کوکا کولا پی جاسکتی ہے تو قادیانیوں کی شیزان کیوں نہیں؟

☆ مرزائیوں سے کاروباری تعلق رکھتے ہوئے انہیں سمجھانے کی کوشش کرنے میں کیا حرج ہے؟

یہ اللہ کریم کا خاص فضل و کرم ہے اپنے بندوں پر کہ وہ ان کو نفس اور شیطان لعین کے حربوں سے بچا کر نہ صرف سیدھی راہ سجھاتا ہے بلکہ انہیں اس پر چلنے اور اس پر مداومت کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔تھوڑی سی عقل اور معمولی سی دینی سمجھ بوجھ رکھنے اور دین سے محبت کرنے والے عام مسلمان کو غیر معمولی سوچ بچار کیے بغیر ہی مندرجہ بالا وسوسوں اور سوالوں کے جوابات کچھ یوں ملنا شروع ہوجاتے ہیں:

☆...... مرزائی سے مال کی خریداری میں اگرچہ کاروباری منافع ہے، مگر یہ امر حبِ نبوی کے نہ صرف سراسر منافی ہے بلکہ شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والوں اور ناموسِ رسالت کو زک پہنچانے والوں کو مضبوط کرتا ہے۔

☆...... بلاواسطہ (directly) مرزائی سے خریداری کی بجائے مارکیٹ سے اسی کا مال بالواسطہ (indirectly) خریدنے میں بھی یہی امر مانع ہے کیونکہ رقم کا آخری وصول کنندہ تو وہی مرزائی ہی رہا بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ ہی سہی۔

☆...... قادیانیوں کے برعکس دوسرے غیر مسلم اپنے مذہب پر اسلام یا کسی اور مذہب کا لبادہ چڑھا کر دھوکہ دہی کے مرتکب نہیں ہو رہے۔اس کو مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زبان میں یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک شخص شراب کو شراب کہہ کر بیچتا ہے جبکہ ایک اور شخص شراب کی بوتل پر آبِ زم زم کا لیبل لگا کر بیچتا ہے۔یہ دوسرا شخص پہلے کی نسبت زیادہ قابلِ گرفت اور بڑا مجرم ہے کیونکہ برائی کے ساتھ ساتھ دھوکہ دہی کا بھی مرتکب ہو رہا ہے۔اسی لئے شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات سے منع کیا جاتا ہے کیونکہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری دنیا سے دھوکہ دہی کر رہے ہیں۔

☆...... قادیانیوں سے بھرپور کاروباری تعلق رکھتے ہوئے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرنا ایک اچھا خیال ہے لیکن کیا کبھی آپ نے کسی ڈاکٹر کو

دیکھا ہے کہ وہ کسی موذی بیماری کا علاج کرنے کے لئے اسے پھلنے پھولنے اور ناسور بننے کے بہترین مواقع فراہم کرتا ہو یا جنگلی جانوروں کو سدھانے والے کسی ایسے شخص کے بارے سُنا ہو جو جنگلی جانور کو اسکی مطلوبہ خوراک اور ماحول فراہم کر کے اُس سے امید کرتا ہو کہ وہ اپنی ڈھٹائی اور حیوانی ضد کو بھول بھال کے اُس کے اشاروں پہ چلنے لگے۔

آیئے اب اصل قصے کی طرف چلتے ہیں۔

بات ہو رہی تھی نفس اور شیطان کا اپنے مقاصد کے حصول میں کہنہ مشق ہونے کی۔ کسی بھی تاجر کے لئے انکا سب سے بڑا فتنہ مال میں کمی اور نقصان کا اندیشہ اور زیادہ منافع کا لالچ ہوتا ہے۔ اللہ علیم وخبیر نے قرآن حکیم میں اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ جس بات کا انہیں علم نہ ہو اُسے علم والوں سے دریافت کریں۔ سو اسی فتنے کی بیخ کنی کے لئے اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد قریبی جامعہ کے مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ ان کے گوش گزار کیا۔ انہوں نے اطمینان سے میری بات سنی اور مجھے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۸ سنائی جس کا ترجمہ ہے:

”اے ایمان والو! مشرک لوگ (بوجہ عقائدِ خبیثہ) نرے ناپاک ہیں، سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو (خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (ان کا) محتاج نہ رکھے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے، بڑا حکمت والا ہے۔“

مفتی صاحب کے مطابق جب مشرکین کا داخلہ حرم شریف کی حدود میں بند ہوا تو مسلمانوں کو معاشی مسئلہ پیش آیا کیونکہ مکہ کی اپنی پیداوار نہیں تھی اور سب ضرورت کی اشیاء باہر سے آنے والے ساتھ لے کر آتے تھے۔ موسمِ حج میں اہلِ مکہ کے لئے سب ضروریات جمع ہو جاتی تھیں۔ اب مشرکین کا حرم پاک میں داخلہ ممنوع ہونے کے بعد یہ اشیائے ضروریہ کیسے میسر ہوں گی۔ اس کا جواب قرآن پاک نے دے دیا کہ سب مخلوق کا نظامِ معاش اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ چاہیں تو مسلمانوں کو ان تمام کفار سے مستغنی فرما دیں۔ مفتی صاحب کی بات میری سمجھ میں آ چکی تھی میں اُن کا شکریہ ادا کر کے واپس آ گیا۔

اسباب سے نظر ہٹا کر اسباب کو پیدا کرنے والے پر توکل کرنے والے ایمان والوں کو اللہ رب العزت نے کس قدر عظیم تسلی سے نوازا ہے۔ دل و دماغ سے سارا بوجھ اُتر چکا تھا۔ متبادل برانڈ کا آرڈر دے دیا۔ اللہ رحیم خیر الرازقین کا فضل ہوا کہ تحفظِ ختم نبوت کے حوالہ سے میری اس ادنیٰ سی کاوش کا مجھے ایسا ثمر ملا کہ میرا یقین پہلے سے بھی مضبوط تر ہو گیا۔ چھ ماہ میں مذکورہ آرٹیکل کی کوئی قابلِ ذکر شکایت موصول نہیں ہوئی، فروخت واضح طور پر بڑھ گئی اور اسکے ساتھ ساتھ جو سب سے بڑا کرم ہوا وہ یہ کہ وہ برانڈ جو مرزائی امپورٹر سے آتا تھا اب دوسرے قابلِ قبول ذریعہ سے آنا شروع ہو گیا۔

آخر میں اُن تمام مسلمان بھائیوں بالخصوص تاجر حضرات سے میرا سوال ہے جو قادیانی مصنوعات خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں کہ اللہ رب العزت، خیر الرازقین کی طرف سے مندرجہ بالا آیت میں دی گئی تسلی کیا ہمارے لئے کافی نہیں کہ ہم قادیانیوں اور قادیانیت سے قطع تعلق کرتے ہوئے اُن کی مصنوعات کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا چھوڑ دیں؟ قادیانیوں کو معاشی اور معاشرتی لحاظ سے تنہا کرنا اصل میں انہیں دینِ حق کی طرف لانے کا پہلا اور سب سے ضروری اقدام ہے کیونکہ انہیں اسطرح اپنی دگرگوں صورتِ احوال کا ادراک کرنے اور اسکے اسباب جاننے کا موقع میسر آئے گا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کے بدبودار، گستاخانہ اور شیطنیت بھرے عقائد اور تعلیمات کو جان کر بہت سے بھٹکے ہوؤں کی اللہ کریم کے فضل سے دینِ حق کی طرف لوٹ آنے کی امید واثق ہے۔ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے ہماری یہ ادنیٰ سی کاوش نہ صرف ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہو گی بلکہ اللہ کریم کے فضل اور اس کاوش کے وسیلہ سے ہدایت پانے والوں کی وجہ سے ہم سعادت وثوابِ دارین کے مستحق بھی ٹھہریں گے۔

اللہ کریم ہمیں اپنی ذات پر توکل کرنے اور شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین خاتم الانبیاء جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لئے اخلاص کے ساتھ میدانِ عمل میں اترنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆☆

> **مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کے بدبودار، گستاخانہ اور شیطنیت بھرے عقائد اور تعلیمات کو جان کر بہت سے بھٹکے ہوؤں کی اللہ کریم کے فضل سے دینِ حق کی طرف لوٹ آنے کی امید واثق ہے**

موجودہ حالات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا پس منظر اور پیش منظر کے موضوع پر

علماء کنونشن گجرات سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی اور تفصیلی فیصلہ

۱۰؍مارچ ۲۰۱۸ء کی ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور کی تیاری کے لئے جگہ جگہ علماء کرام کے ضلعی کنونشن منعقد ہوئے۔ اس سلسلہ کا ایک کنونشن ۵؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ضلع گجرات کے علماء کرام کا جامعہ حنفیہ پنجن کسانہ میں منعقد ہوا۔ اس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہوا۔ جسے مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور دیگر احباب کی خواہش پر مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے اسے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرایا، اس پر نظر ثانی اور حوالہ جات کا کام مولانا محمد اعجاز مصطفی نے کیا۔ اب یہ انتہائی تاریخی واہم دستاویز بن گئی ہے، گویا ۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء سے ۱۰؍مارچ ۲۰۱۸ء تک حکومتی کارستانیاں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد، کوششیں اور کاوشوں کا مفصل تذکرہ اس میں آگیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اسے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(آخری قسط)

الحمدللہ! اس کانفرنس سے دودن پہلے اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی اور تفصیلی فیصلہ بھی عدالت نے جاری کردیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اسے یہاں ضمیمہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے:

قادیانی اقلیت کے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

آرڈر شیٹ

اسلام آباد عدالت عالیہ، اسلام آباد

مولانا اللہ وسایا (رٹ پٹیشن نمبر 3862|2017)

بنام: فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ سیکرٹری، منسٹری آف لاء اینڈ جسٹس، وغیرہ

....

یونس قریشی، وغیرہ (رٹ پٹیشن نمبر 3847|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیراعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

تحریک لبیک یارسول اللہ (رٹ پٹیشن نمبر 3896|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیراعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

سول سوسائٹی بذریعہ صدر (رٹ پٹیشن نمبر 4093|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیراعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

نمبر شمار حکم و کارروائی	تاریخ حکم	حکم بمع دستخط جج اور دستخط فریقین ووکلاء (جہاں ضروری ہوں)
1	2	3

20 09-03-2018

حافظ عرفات احمد چوہدری، مس کاظمہ نیاز اعوان اور زاہد تنویر فاضل وکلاء بمع سائل (رٹ پٹیشن نمبر 3862|2017) جناب محمد طارق اسد، ایڈووکیٹ (رٹ پٹیشن نمبر 3847|2017) حافظ فرمان اللہ، ایڈووکیٹ، سید محمد اقبال ہاشمی، ایڈووکیٹ، مس بسمہ نورین، انڈرویئر۔

مسئول علیہم

ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل، مس نویدہ نور، ایڈووکیٹ، آئی بی، جناب نعمان منور، اصغر، نمائندگان منسٹری آف لاء اینڈ جسٹس، سید جنید جعفر، لاء آفیسر، جناب عثمان یوسف مبین، چیئرمین، جناب ثاقب جمال، ڈائریکٹر لیگل اور ذوالفقار علی، ڈی جی پروجیکٹ، نادرا

جناب کامران رفعت، ڈپٹی ڈائریکٹر، فیڈرل پبلک سروس کمیشن، جناب ایم شاہد، ڈپٹی ڈائریکٹر، جناب زرناب خٹک، ایس او، اسٹیبلشمنٹ ڈویژن، جناب قیصر مسعود، ایڈیشنل ڈائریکٹر لاء، ایف آئی اے، جناب وقار چوہدری، ڈی پی او، لیگیشن، قومی اسمبلی

عدالتی معاونین (مذہبی عالم): پروفیسر ڈاکٹر حسن مدنی، پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن، پروفیسر ڈاکٹر محسن نقوی، مفتی محمد حسین خلیل خیل۔

عدالتی معاونین (آئینی ماہر): جناب محمد اکرم شیخ، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر محمد اسلم خاکی، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر بابر اعوان، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ۔

تواریخ سماعت

22.02.2019 , 23.02.2018 , 26.02.2018 27.02.2018 , 28.022018 , 01.03.2018 , 02.03.2018 , 05.03.2018 , 06.03.2018 & 07.03.2018

شوکت عزیز صدیقی:- اُن تمام وجوہات کی بناپر جو کہ بعد میں درج کی جائیں گی، یہ تمام آئینی

درخواستیں مندرجہ ذیل اعلانیہ واحکامات کے ساتھ منظور کی جاتی ہیں:

1:- دینِ اسلام اور آئینِ پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان، مال، جائیداد اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور بطورِ شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ آئین کی شق نمبر 5 کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین وقانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستان کے شہری نہیں، لیکن یہاں موجود ہیں۔

2:- ریاستِ پاکستان کے ہر شہری کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے، بعینہٖ کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کرکے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ہر شہری ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتا ہے، جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔

3:- آئینِ پاکستان کی شق نمبر 260 ذیلی شق 3 جزاے اور بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف بالصراحت موجود ہے، جسے اجماعِ قوم کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے اس واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی جاسکی۔ نتیجۃً غیر مسلم اقلیت اپنی اصل شناخت چھپا کر اور ریاست کو دھوکہ دیتے ہوئے خود کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتی ہے، جس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں، بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہوجاتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا یہ بیانیہ کہ سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت موجود نہیں، ایک المیہ ہے، جو کہ آئینِ پاکستان کی روح اور تقاضوں کے منافی ہے۔

4:- پاکستان میں بسنے والی بیشتر اقلیتیں اپنے ناموں اور شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتی ہیں، لیکن ہمارے آئین کی رو سے قرار دی گئی ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی۔ بدیں وجہ ایک سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے، وہ بآسانی اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہوجاتے ہیں اور اعلیٰ اور حساس مناصب تک رسائی حاصل کرکے ریاست سے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا جائے۔

5:- اس صورتِ حال کا تدارک اس لئے ضروری ہے کہ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کی تقرری یا انتخاب ہمارے دستور کے خلاف ہے۔ چونکہ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت اکثر محکموں کے لئے اقلیتوں کا خصوصی کوٹہ بھی مقرر ہے، اس لئے جب کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اپنا اصل مذہب اور عقیدہ چھپا کر خود کو فریب کاری کے ذریعہ مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو دراصل وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے الفاظ اور روح کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس خلاف ورزی کو روکنے کے لئے ریاست کو ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

6:- ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے۔ تاریخ میں اس اساس پر حملوں کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔ اس اساس کی حفاظت ونگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملکِ پاکستان کے عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس اساس کی پاسبان ہے۔

اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے ساتھ پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سدباب ہوسکے۔ ''نبی مہربان حضرت محمدﷺ ختم المرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، خائن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' کو آئین کے اعلامیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہیے، پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔

7:- یہ امر خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آتے اور غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے پر بھرپور حساسیت کا مظاہرہ کیا اور متذکرہ قانون کو بادی النظر میں آئینی تقاضوں کے ہم آہنگ کیا۔ ایسے معاملات اسی حساسیت اور یکجہتی کا تقاضا کرتے ہیں۔ سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک منجھے ہوئے قانون دان اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے اپنی سربراہی میں قائم کردہ کمیٹی کی جانب سے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی، جس میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانت داری اور دانش مندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور کرے یا اجتناب۔

8:- ریاست کے لئے لازم ہے کہ سوادِ اعظم کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعہ قرار دیے گئے ریاست کے مذہب ''اسلام'' کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔

بلاشبہ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے، جو پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے انہیں حاصل ہیں۔لہٰذا عدالت یہ حکم جاری کرتی ہے کہ:

i. شناختی کارڈ، پیدائشی سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لئے درخواست گزار سے آئین کی شق 260 ذیلی شق 3 اور جزاے بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیانِ حلفی لازمی قرار دیا جائے۔

ii. تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ، مسلح افواج، اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیانِ حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔

iii. نادرا اپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف سے اپنے درج شدہ کوائف، بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستی کے لئے مدت کا تعین کرے۔

iv. مقننہ آئین کے تقاضوں، عدالتِ عظمٰی کے فیصلہ 1993SCMR1748 اور عدالتِ عالیہ لاہور کے فیصلہ PLD1992 Lah 1 میں طے شدہ قانونی بنیادوں کو روبعمل لا کر ضروری قانون سازی کرے اور ایسی تمام اصطلاحات جو دینِ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے کی غرض یا دیگر مقاصد کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے بھی موجودہ قانون میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے۔

v. حکومتِ پاکستان اس بات کا خصوصی اہتمام کرے کہ ریاست کے تمام شہریوں کے درست کوائف موجود ہوں اور کسی بھی شہری کے لئے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہو سکے۔ نادرا میں قادیانیوں/مرزائیوں کی درج شدہ تعداد اور مردم شماری کے ذریعے اکٹھے کیے گئے اعداد و شمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کے لئے فوری اقدام اٹھائے جائیں۔

vi. ریاست اس بات کی پابند ہے کہ وہ مسلم اُمہ کے حقوق، جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے تمام فاضل وکلاء، قانونی ماہرین اور مذہبی اسکالرز نے اس مقدمہ کے دوران بھرپور معاونت کی اور یہ عدالت ان کی کاوشوں کا اعتراف کرتی ہے۔اسی طرح تمام سرکاری افسران- جو مختلف اداروں سے تعلق رکھتے ہیں- کا تعاون قابلِ تعریف تھا۔مزید برآں جناب ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل صاحب نے مثالی کردار ادا کیا اور اپنی ہمہ وقت کاوش وانتھک محنت سے عدالت کی طرف سے لگائی جانے والی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن ادا کیا، جس سے عدالت کو صحیح نتائج پر پہنچنے میں مدد ملی۔

یہ حکم اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں جاری کیا جا رہا ہے۔" (ختم شد)

☆☆..........☆☆

اسلام کا تصور عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر نا ممکن ہے: پیر علی رضا بخاری

عالم اسلام کو فتنۂ قادیانیت سے محفوظ رکھنا اشد ضروری ہے: شاہ عبدالحق

آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر اظہار تحسین

کراچی (پ ر) ممبر آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی پیر سید علی رضا شاہ بخاری نے کہا کہ اسلام کا تصور عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر نا ممکن ہے۔قادیانی گروہ اسلام کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔مسلمانوں کو لالچ دے کر گمراہ کیا جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اصحابِ رسول اور شمع رسالت کے پروانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔متفقہ طور پر آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔یہ بات انہوں نے دفتر جماعت اہلسنت کراچی میں علامہ شاہ عبدالحق قادری اور حاجی حنیف طیب سے تبادلۂ خیال کرتے ہوئے کہی۔علامہ شاہ عبدالحق نے کہا کہ اس دور میں قادیانیت کا رد کرنا اور اس فتنے کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جہاد ہے۔انہوں نے آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں پیر علی رضا شاہ بخاری کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام کو فتنۂ قادیانیت سے محفوظ رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔مسلم حکمران اپنے ممالک میں ایسا قانون بنائیں کہ قادیانی بھی ان ممالک میں اپنی ناپاک سازشوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔حاجی حنیف طیب نے کہا کہ پاکستان میں فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت قومی اسمبلی میں موجود علماء اہلسنت و اراکین نے قرارداد کے ذریعے قادیانیوں/احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر مسلمانانِ پاکستان کو اس فتنہ سے بچانے کی خاطر ایمانی کردار ادا کیا۔پاکستان کے تعلیمی نصاب میں ختم نبوت سے متعلق مضامین شامل کیے جائیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۷ اپریل ۲۰۱۸ء)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.....بچوں کے درمیان!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں ایک بڑی نعمت اولاد ہے، انسان کے پاس راحت وآرام کی ساری چیزیں موجود ہیں؛ لیکن وہ اولاد سے محروم ہے تو اسے اپنی دنیا نامکمل اور ناتمام محسوس ہوتی ہے، دنیا کے بعض مذاہب میں انسان کا صاحب اولاد ہونا اور بیوی بچوں کی شرکت کے ساتھ زندگی گزارنا ناپسندیدہ اور اس کو روحانی ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے؛ لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے ارشاد؛ بلکہ اپنے عمل سے بھی اس تصور کی تردید فرمائی، ایک شفیق باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے؟ آپ نے اس کی عملی مثال پیش فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے سلسلہ میں یہ اسوہ پیش کیا کہ انسان کو ماں باپ بننے پر خوش ہونا چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تو آپ کو آپ کے آزاد کردہ غلام ابورافعؓ نے ولادت کی خوش خبری سنائی، آپ اس قدر خوش ہوئے کہ انہیں اس خوشخبری پر ایک غلام عطا فرمایا: "وبشره به ابو رافع مولاه فوهب له عبداً" (زادالمعاد:۱/۱۰۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہہ کر کسی میٹھی چیز جیسے کھجور سے تحنیک فرماتے، اچھا خوب صورت سا نام رکھتے، اس کا بال مونڈاتے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ فرماتے۔(زاد المعاد:۲/۲-۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بچوں اور ان کی اولاد کے ساتھ بے حد شفقت کا معاملہ فرماتے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ مرض وفات میں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش آمدید میری بیٹی کو، پھر ان کو دائیں یا بائیں بٹھایا، اور ان سے رازداری کے ساتھ باتیں کیں: "مرحباً یا بنتی، ثم اجلسها عن یمینه او عن شماله ثم اسر الیها حدیثاً" (مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل فاطمةؓ، حدیث نمبر:۲۴۵۰) اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول مبارک تھا؛ چناں چہ روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوتے، ان کا ہاتھ تھامتے، بوسہ دیتے، انہیں اپنے دائیں طرف بٹھاتے اور کبھی ان کے لئے اپنا کپڑا بچھا دیتے۔(کنز العمال، حدیث نمبر:۳۴۰۹)

> جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ شفقت ومحبت اور بے تکلفی کا معاملہ فرماتے، وہیں ان کی دینی اور اخلاقی تربیت پر بھی پوری توجہ فرماتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کو عزت دیا کرو اور ان کو بہتر ادب سکھاؤ: "اکرموا اولادکم واحسنوا ادبهم" (ابن ماجہ، حدیث نمبر:۳۶۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل جہاں اولاد کی محبت کو ظاہر کرتا ہے، وہیں اس بات کو بھی بتاتا ہے کہ جیسے بیٹے قابل محبت ہیں، اسی طرح بیٹیاں بھی محبت کئے جانے کے لائق ہیں؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو بیٹوں کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دی اور فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی بہتر طور پر پرورش کرے، وہ جنت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا، جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں، (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات، حدیث نمبر:۱۹۱۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ کو جو خاتون دودھ پلاتی تھیں وہ مدینہ میں تین میل کے فاصلہ پر عوالی کے علاقہ میں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے، اور اپنے بیٹے کا بوسہ لیتے اور ان کو سونگھتے، پھر وہاں سے واپس ہوتے: "والعوالی علی بعد ثلاثة امیال من المدینة لیزور ابنه ابراهیم فیقبله ویشمه ثم یعود" (مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمة صلی اللہ علیه وسلم علی الصبیان، حدیث نمبر:۲۳۱۶)

جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد سے محبت فرماتے تھے، اولاد کی اولاد سے بھی ایسی ہی محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، ایک بار حضرت حسن بن

علیؓ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لے رہے تھے حضرت اقرع بن حابسؓ نے دیکھا تو غالباً ان کو خیال ہوا کہ اس طرح بچوں سے پیار کرنا مقامِ نبوت کے شایانِ شان نہیں؛ اس لئے انہوں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو رحم دلی کا تقاضا ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا: "مــن لا یــرحــم لا یـــرحـــم" (بخاری، حدیث نمبر:۵۹۹۵) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے کھیلتے، ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر انہیں اپنے سینے پر چڑھا لیتے، پھر ان کا بوسہ لیتے۔(طبرانی فی الکبیر، حدیث نمبر:۲۶۵۳) ایسا بھی ہوا کہ آپ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو پشت مبارک پر سوار کرلیا اور فرمایا: تمہاری سواری کیا بہتر سواری ہے اور تم دونوں کیا ہی بہتر سوار ہو؟ (طبرانی فــی الکبیر، حدیث نمبر:۲۶۶۲) ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اسی درمیان حسنؓ و حسینؓ لوگوں کو پھاندتے ہوئے آپ کے قریب آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک کر انہیں گود میں لے لیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ کہا کہ مال و اولاد آزمائش ہیں۔ (تغابن: ۱۵) میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہیں کر پایا، پھر آپ خطبہ دینے لگے۔ (ابوداؤد، عن عبد اللہ بن بریدہؓ، حدیث نمبر:۱۱۰۹) حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ کھانے پر مدعو تھے، اتفاق سے حضرت حسینؓ گلی میں کھیل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا دیا، حضرت حسینؓ ادھر اُدھر بھاگنے لگے، آپ انہیں ہنساتے رہے، یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا اور ان کا ایک ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، ایک سر کے پیچھے، پھر انہیں بوسہ دیا اور فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبت رکھے گا، اللہ ان سے محبت رکھے گا۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۱۸)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر یا عصر کی نماز کے لئے تشریف لائے، اس وقت آپ نے حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کو اُٹھا رکھا تھا، آپ نے ان کو اپنے قدم مبارک کے پاس رکھا اور نماز میں مصروف ہوگئے، جب سجدہ فرمایا تو بہت طویل سجدہ فرمایا، ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور حضرت حسینؓ آپ کی پشت پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں پھر سجدہ میں چلا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو لوگوں نے پوچھا: آپ نے آج معمول کے خلاف سجدہ فرمایا ہے، کیا آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا یا آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں تھا؛ لیکن مجھ پر میرا بیٹا سوار ہو گیا تھا، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں عجلت سے کام لوں، اس لئے میں نے تاخیر کی؛ تاکہ وہ اپنا شوق پورا کرلے۔(نسـائی، کتاب صـفة الصـلاة، بـاب هـل یـجوز ان تکون سجدة اطول من سجدة؟ حدیث نمبر:۱۱۴۱)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار دن میں نکلے، نہ آپ مجھ سے کچھ بات کر رہے تھے اور نہ میں آپ سے کچھ عرض کر رہا تھا؛ چناں چہ بنی قینقاع کے بازار میں آئے، حضرت فاطمہؓ کے مکان کی دیوار کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت حسنؓ کے بارے میں دریافت کیا: کیا وہ یہاں موجود ہے؟ تھوڑی دیر ہوئی، غالباً حضرت فاطمہؓ ان کو کپڑے پہنا رہی تھیں یا نہلا رہی تھیں، پھر وہ بھاگتے ہوئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے محبت فرما اور جو لوگ اس سے محبت کریں، ان کو بھی اپنا محبوب رکھ۔ (بخاری، عن ابی هریرةؓ، حدیث نمبر:۲۱۲۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سلوک اپنے نواسوں کے ساتھ تھا، وہی سلوک اپنے خادمِ خاص حضرت زیدؓ کے صاحب زادے حضرت اسامہؓ کے ساتھ بھی ہوا کرتا تھا؛ چناں چہ ایک موقع پر آپ نے اپنی ایک ران پر حضرت اسامہؓ کو بٹھایا، ایک ران پر حضرت حسنؓ کو، اور ان دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر فرمانے لگے: اے اللہ! آپ ان دونوں کے ساتھ مہربانی کیجیے؛ کیوں کہ میں بھی ان دونوں پر مہربان ہوں۔(بخاری، حدیث نمبر:۶۰۰۳)

یہ عمل آپ کا صرف حضرات حسنینؓ ہی کے ساتھ نہیں تھا؛ بلکہ خاندان کے دوسرے بچوں اور عام بچوں کے ساتھ بھی تھا، ایسا بھی ہوتا کہ آپ اس حال میں نماز پڑھتے کہ حضرت امامہ بنت زینبؓ کو اٹھائے ہوتے جب سجدے میں جاتے تو ان کو رکھ دیتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو ان کو اٹھا لیتے۔(بـخاری، عن قتادة، کتاب ابواب سترة المصلی، باب اذا عـمـل جاریة صـغیـرة عـلـی عنقـه فی الـصــلاة، حدیث نمبر:۴۹۴) حضرت عباسؓ کے صاحب زادوں حضرت عبداللہؓ، حضرت عبیداللہؓ وغیرہ کو بلاتے اور فرماتے: جو پہلے میرے پاس پہنچے گا، اس کو یہ اور یہ انعام ملے گا، سب دوڑ لگا کر آپ کے پاس آتے، کوئی سینہ پر چڑھ جاتا، کوئی پشت پر، آپ ان سب کو چمٹاتے اور ان سب کا بوسہ لیتے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۳۶) یہی معاملہ آپ کا اپنے رفقاء کے بچوں کے ساتھ بھی ہوتا، حضرت اُم خالد ہمیشہ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتی تھیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے زرد رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا ہے، اچھا ہے، میں آپ کی مہرِ نبوت (جو دونوں مونڈھوں کے درمیان تھیں) سے کھیلنے لگی، میرے والد نے مجھے منع کیا،

آپ نے فرمایا: چھوڑ دو، پھر آپ نے مجھے تین دفعہ دعا دی: ’’پرانا اور بوسیدہ کرو‘‘ یعنی یہ کپڑا بہت دنوں تک تمہارے کام آئے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۰۳) ایسا بھی ہوتا کہ آپ بعض دفعہ بچوں کو لیتے اور وہ آپ ہی کے کپڑوں پر پیشاب کر دیتے؛ لیکن آپ اس کا بُرا نہیں مانتے۔ (مسند احمد، عن ام کرز خزاعی، حدیث نمبر: ۲۶۸۳۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ خوش طبعی بھی فرماتے، ایک کم سن صحابی حضرت ابوعمیرؓ کے پاس ایک پرندہ تھا، جس سے وہ کھیلتے تھے، جب آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے: ’’یا ابا عمیر ما فعل النغیر؟‘‘ (ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ علی البسط، حدیث نمبر: ۳۳۳) یعنی اے ابوعمیر! تمہارے ساتھ گوریّے نے کیا کیا؟ — حضرت محمود ابن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب میری عمر پانچ سال کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے منھ میں پانی لیا اور اس کی پچکاری میرے منھ پر ماری۔ (مسلم، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، حدیث نمبر: ۱۸۶) اس میں تبرک کا بھی پہلو ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے سے بڑھ کر کسی مسلمان کے لئے برکت وسعادت کی چیز اور کیا ہو سکتی ہے اور خوش طبعی کا پہلو بھی ہے۔

آپ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ بچوں کے نام اچھے اور بامعنی رکھے جائیں، حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام ’’حرب‘‘ رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ان کا نام ’’حسن‘‘ ہوگا، پھر جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو آپ نے نام پوچھا، میں نے پھر وہی کہا ’’حرب‘‘، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس کا نام ’’حسین‘‘ ہوگا، پھر جب تیسرے صاحبزادے پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام ’’حرب‘‘ رکھنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس کا نام ’’محسن‘‘ ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب الصدقۃ فی ولد البنین والبنات، حدیث نمبر ۱۱۷۰۶) جب حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے آپ کے صاحب زادے پیدا ہوئے تو آپ نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور فرمایا: میں نے اس کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم کے نام پر رکھا ہے: ’’سمیتہ باسم ابی ابراھیم‘‘ (کنز العمال: ۱۲/۵۰۷، حدیث نمبر: ۳۵۵۵۰) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بیٹا پیدا ہوا، وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آپ نے ان کا نام بھی ابراہیم رکھا، کھجور سے تحنیک کی اور ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔ (بخاری، کتاب العقیقۃ، حدیث نمبر: ۵۱۵۰) ایک لڑکی خدمت اقدس میں لائی گئی، آپ نے لڑکی نام پوچھا بتایا گیا: ’’عاصیہ‘‘ جس کے معنی نافرمان کے ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام ’’جمیلہ‘‘ ہے۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، حدیث نمبر: ۲۸۳۸)

آپ بال بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے تھے، ایک بار آپ فاقہ سے تھے، ایک صحابی نے آپ کو مدعو کیا، آپ نے وہاں سے کچھ کھانا حضرت فاطمہؓ کو بھی بھجوایا۔ (اسد الغابۃ: ۱/۱۵۵) حضرت ابراہیمؓ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو دودھ کم آتا تھا تو آپ نے ان کے لئے دودھ پلانے والی خاتون کا انتظام کیا۔ (مسلم، کتاب الفضائل، حدیث نمبر: ۲۳۱۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آدمی سفر سے آئے، تو گھر میں کچھ تحفے کر آئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی اور چیز میسر نہ ہو تو کوئی خوب صورت پتھر ہی لے آؤ، جو بچوں کے کھیلنے میں کام آجائے گا۔ (کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۷۹۵۹)

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک بار آپ کو ایک خوب صورت ہار تحفہ میں پیش کیا گیا، جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا، اُس وقت بارگاہِ اقدس میں تمام ازواج مطہرات اکٹھا تھیں اور گھر کے ایک کونے میں آپ کی نواسی حضرت امامہ بنت ابی العاصؓ کھیل رہی تھیں، آپ نے ازواج مطہرات سے دریافت فرمایا: تم لوگوں کو یہ ہار کیسا لگتا ہے؟ سبھوں نے کہا: بہت خوب، اس سے اچھا اور اس سے خوب صورت ہار تو ہم نے دیکھا ہی نہیں، آپ نے فرمایا: مجھے واپس کرو، پھر آپ نے ہار اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: یہ میں اس کو دوں گا، جو مجھے اپنے گھر میں سب سے زیادہ محبوب ہے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: میرے اوپر اس ڈر سے اندھیرا چھا گیا کہ کہیں آپ میرے بجائے کسی اور زوجہ کو نہ دے دیں، اور میرا خیال ہے کہ یہی حال آپ کی دوسری بیویوں کا بھی تھا، ہم سب پر خاموشی چھا گئی، آپ امامہ کی طرف بڑھے اور ہار ان کے گلے میں ڈال دیا، اب جا کر مجھ سے یہ کیفیت ختم ہوئی۔ (مجمع الزوائد: ۹/۲۵۴)

آپ اپنی اولاد کی خوشی اور رنجش کا بھی خیال رکھتے تھے، حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کو تکلیف پہنچے، خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں، اسی طرح ہشام بن مغیرہ کے لوگوں نے حضرت علیؓ سے اپنی لڑکی کے نکاح کی اجازت چاہی تو آپ نے دو دفعہ فرمایا: نہیں، پھر فرمایا: اگر علی ایسا چاہتے ہی ہوں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کے یہاں نکاح کر لیں؛ کیوں کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ میں

حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۳۷۲۹) آپ کے منع کرنے میں دو مصلحتیں تھیں، ایک یہ کہ ابوجہل اور مغیرہ کا خاندان فتح مکہ تک اسلام کا بدترین دشمن رہا، ایسے دشمنانِ رسول کی بیٹی کا اس گھر میں آنا، جس میں جگر گوشۂ رسالت حضرت فاطمہؓ ہوں، مصلحت کے خلاف تھا، دوسرے: انسان کے جو طبعی جذبات ہوتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی رکھے گئے تھے اور یہ فطری بات ہے کہ سوکن کا وجود عورت کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے اور بیٹی کی تکلیف باپ کو متأثر کر دیتی ہے؛ اس لئے اس عمل کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ سے تکلیف پہنچتی اور کسی مسلمان سے اللہ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچ جائے، یہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں سخت نقصان کا باعث تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہیں تو نکاح کر لیں؛ کیوں کہ میں کسی حلال کو حرام نہیں کر سکتا؛ لیکن ایسی صورت میں وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں، اس ارشاد میں حضرت فاطمہؓ کی محبت کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ کو دنیا و آخرت کے خسارے سے بچانا بھی مقصود تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی رعایت کا حال یہ تھا کہ بعض اوقات مسجد نبوی میں خواتین کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی آجاتے تھے اور بچے اپنی عادت کے مطابق رونے لگتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وجہ سے اپنی نماز مختصر کر دیتے تھے؛ چناں چہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض دفعہ میں طویل قراءت کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن جب بچوں کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس سے ان کی ماؤں کو تکلیف نہ ہو: "قال صلی اللہ علیہ وسلم: انی لادخل فی الصلاۃ وانا ارید اطالتھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلاتی مما اعلم من شدۃ وجد امہ من بکائہ" (بخاری، باب من اخف الصلاۃ...الخ، حدیث نمبر: ۶۷۷) آپ کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب بناتے ہوئے فرمایا:

اے ابراہیم! اگر موت برحق بات نہیں ہوتی، اللہ کا وعدہ سچا نہیں ہوتا، اور ایک دن سب کو جمع کرنے والا نہیں ہوتا، عمر محدود نہیں ہوتی اور وقت مقررہ طے نہیں ہوتا، تو تمہاری جدائی پر مجھے اس سے بھی زیادہ غم ہوتا، اے ابراہیم! ہم غم زدہ ہیں، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل غمگین ہے؛ لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتے، جو پروردگار کو ناراض کر دے۔

پھر حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں، کفن میں نہ لپیٹنا، آپ تشریف لائے، ان پر جھک گئے اور رونے لگے۔ (مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ الصبیان...الخ، حدیث نمبر: ۲۳۱۵) آپ اپنے ایک نواسے کے انتقال کے وقت تشریف لائے، بچہ آخری سانس لے رہا تھا، آپ نے اسے ہاتھوں میں لیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ جذبہ رحم ہے، جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے، اللہ کے بندوں میں جو رحم دل ہوتا ہے، اسی پر اللہ رحم فرماتے ہیں۔ (بخاری، عن اسامہ بن زید، حدیث نمبر: ۱۲۲۸) اسی طرح بال بچوں کی صحت اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی دیکھ بھال کا بھی خیال کرتے تھے، غزوۂ بدر کا موقع ایسا موقع تھا، جب ایک ایک فرد کی اہمیت تھی؛ لیکن اس وقت حضرت رقیہؓ بہت علیل تھیں، وہ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں تھیں، آپ نے حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں چھوڑ دیا، (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۵۹/۲، السیرۃ النبویۃ: ۵۰۹/۲) گھر کے چھوٹے بچوں کو آپ دَم بھی کیا کرتے تھے؛ چناں چہ حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دَم کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے: اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۱۹۱۳) میں تم دونوں کو اللہ کے مکمل کلمات کے واسطہ سے ہر شیطان، موذی جانور اور تکلیف پہنچانے والی نظر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور بے تکلفی کا معاملہ فرماتے، وہیں ان کی دینی اور اخلاقی تربیت پر بھی پوری توجہ فرماتے تھے؛ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کو عزت دیا کرو اور ان کو بہتر ادب سکھاؤ: "اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم" (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۷۶۳) حضرت حسنؓ نے ایک بار زکوٰۃ کی کھجور میں سے ایک کھجور کھانی چاہی تو آپ نے ان کو منع فرمادیا۔ (مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۶۹) بعض روایات میں ہے کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ نے کھجوریں اپنے منہ میں رکھ لی تھیں، آپ نے ان کے منہ سے اُگلوا دیں اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد زکوٰۃ نہیں کھا سکتے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۱۴۲۵) حضرت عباسؓ کے صاحب زادے حضرت فضل زمانۂ جاہلیت کے رواج کے مطابق نظرِ بد سے حفاظت کے لئے دھاگہ لٹکائے ہوئے تھے اور اس وقت بہت کم عمر تھے، آپ نے اس دھاگے کو توڑ دیا۔ (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر: ۲۰۳۴۲)

(باقی آئندہ)

اسلامی اخلاق و کردار کا جوہر

مولانا شمس الحق ندوی

امت مسلمہ اس وقت طرح طرح کے مسائل سے دوچار اور خطرات سے گھری ہوئی ہے، ہر طرح اور ہر موڑ پر اس کو مشکلات کا سامنا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، تاریخ اسلام میں بار بار ایسے حالات پیش آتے رہے ہیں، وہ جن کو روشنی سے بیر ہے اور روز اول سے اسلام کے خلاف برابر سازشیں کرتے رہے، ایسی کہ قرآن نے ان کے مکر و سازش کو ان الفاظ میں ذکر کیا: ''وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال'' (گو ان کی تدبیریں ایسی غضب کی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں)، جب قرآن مجید ان سازشوں کی حقیقت کو اس طرح بیان کرے تو کیا کہا جاسکتا ہے، کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ شاید اب اسلام کا چراغ گل ہو جائے گا، لیکن چونکہ اس امت کا وجود قیامت تک کے لئے برپا کیا گیا ہے، لہٰذا اس کا سفینہ طوفانی موجوں میں گھر گھر کر ساحل سے ہمکنار ہوتا رہا ہے، ہر نازک گھڑی میں کچھ ایسے مردان کار سامنے آتے رہے ہیں، جنہوں نے اپنی فراست مومنانہ، کردار قلندرانہ، حلم و صبر اور جوش کے بجائے ہوش سے کام لے کر خیر امت ہونے کی لاج رکھی ہے اور بگڑے بپھرے ہوؤں کو نہ صرف رام کیا ہے بلکہ ان کو اپنے اس کردار و گفتار سے جو اللہ کی برہان کا کام کرتا ہے، اپنا اسیر بنالیا ہے:

''گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان''

اگر ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک مسلمان اپنی طبعی اور فطری ضرورتوں کے اعتبار سے تو عام انسانوں کی حیثیت رکھتا ہے، ان تمام حالات سے بھی دوچار ہوتا ہے جن سے دوسرے انسانوں کو گزرنا پڑتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے وجود انسانی میں قانون طبعی کا ویسا ہی تابع ہے جیسے اس کے مثل اور دوسرے انسان! انقلاب زمانہ اور حوادث روزگار اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برت سکتے، محض اس لئے کہ اس کا کوئی خاص نام ہے اور اس کا تعلق کسی خاص نسل سے ہے، بہرحال بندہ مومن کو بحیثیت انسان کے ان تمام طبعی مراحل و مشکلات سے گزرنا پڑے گا، جس سے دوسرے انسان گزرتے ہیں۔ لیکن بندہ مومن دوسرے انسانوں سے اس اعتبار سے بہت ممتاز بلکہ باعث رشک ہے کہ جب وہ ان مشکلات و پریشانیوں میں صبر و ضبط اور حلم و عفو سے کام لیتا ہے اور اس کو اپنے مالک کی طرف سے سمجھتا ہے جو اس کی حکمت بالغہ خفیہ کی وجہ سے پیش آرہا ہے تو اس پر اس کو نہ صرف یہ کہ اگلی دنیا کا اجر و ثواب ملتا ہے بلکہ اس دار فانی میں بھی اس کو سکون قلب اور اطمینان حاصل ہوتا ہے، جس کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

''ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون وترجون من اللّٰہ مالا یرجون۔'' (النساء:۱۰۴)

ترجمہ: ''اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔''

''الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔'' (الرعد:۲۸)

ترجمہ: ''اور سن رکھو خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔''

یہ ذکر صرف بندۂ مومن ہی کو حاصل ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان دو حیثیتوں میں بٹا ہوا ہے، اس کی ایک حیثیت تو وجود انسانی کی ہے اور دوسری حیثیت وجود ایمانی کی ہے۔

اس کی دوسری حیثیت یعنی وجود ایمانی سے اپنے اندر ایک پیام رکھتا ہے جو انبیاء کا پیام ہے، بندۂ مومن کا یہ وجود ایمانی اس کو دنیا کے تمام انسانوں سے ممتاز کر دیتا ہے، ایک مسلم کی توحید خالص اسے بندۂ انسان مال و زر ہونے سے علیحدہ کر دیتی ہے، اس کی آفاقیت و انسانیت وطن پرستی اور رنگ و نسل کے امتیاز کی جڑ کاٹ دیتی ہے، وہ زندگی کا ایک پیام رکھتا ہے، اس کی زندگی کا مقصد اصلی یہی پیام ہوتا ہے، اسی کی خاطر جیتا ہے اور اسی

اگر ہم مسلمان ان تعلیمات اسلامی کا اپنے اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، معاملات و سلوک میں مظاہرہ کریں تو پھر کس تیزی کے ساتھ بھولی بھٹکی روحیں اس کی طرف بڑھیں گی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کریں

کی خاطر مرتا ہے، زندگی کی قدریں خواہ کتنی ہی بدل جائیں اور انسانی زندگی میں کتنا بڑا انقلاب کیوں نہ آ جائے، لیکن اس کے اندر نہ کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور نہ وہ خود اپنے آپ کو بدلتا ہے، اس کی مثال قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

"کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔" (الابراہیم:۲۴)

اس کی مثال ایسے درخت کی ہے، جس کی جڑیں جمی ہوں اور شاخیں آسمانوں کو چھو رہی ہوں، علامہ محمد اقبالؒ کے الفاظ میں:

نقطۂ پرکار حق مرد خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

بندۂ مومن کی یہی شان امتیازی ہے جو اس کے اندر انسانیت کا درد اور پیار و محبت کی جوت جگاتی ہے اور اس کو تعمیر انسانیت کی فکر میں سرگرداں اور بے چین رکھتی ہے، اقوام عالم میں تنہا اس امت کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ احتساب کائنات کا فریضہ انجام دے، گرتوں کو اٹھائے، بگڑوں کو سدھارے اور ان کی بہیمی صفات کو ملکوتی صفات سے بدلنے کی کد و کاوش کرے، وہ حالات و زمانہ کے رخ پر نہ چلے بلکہ قافلۂ انسانیت کو اسی رخ پر چلانے کی فکر میں سرگرداں رہے جس میں اس کی صلاح و فلاح کا راز پوشیدہ ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب یہ خود اپنے آپ کو اس سانچہ میں ڈھال لے جس میں اس کا پہلا قافلہ ڈھلا ہوا تھا، جو تربیت محمدی کا آئینہ دار تھا اور جس کے اخلاق و کردار نے ملکوں کو فتح کرنے سے پہلے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ اس وقت پوری انسانی دنیا جس کرب و بے چینی کے دور سے گزر رہی ہے اور وہ ظلمت و تاریکی کے ایسے اندھیرے میں گم ہے جس میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا:

"ظلمات بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا۔" (النور:۴۰)

"غرض اندھیرے میں اندھیرے ہوں، ایک پر ایک چھایا ہو جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے گا۔"

دنیا نے اس وقت علوم و فنون میں ترقی کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے اس کا کبھی تصور اور خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بلکہ آنے والی دنیا کی راحت و آرام کا جب ذکر ہوتا اور زبان نبوت سے اس کی خوشخبری دی جاتی

مغربی تہذیب اور میڈیا کی حیا سوز، انسانیت سوز نشریات نے خود غرضی و مفاد پرستی کو اس درجہ کو پہنچا دیا ہے جس نے سماجی و خاندانی نظام کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے، پھر سکون و چین ملے تو کہاں سے، اسی لئے بے چین روحیں سکون کی تلاش میں اسلام کے شجر سایہ دار کی طرف بڑھ رہی ہیں، جن کا ذکر میڈیا میں کم آتا ہے

تھی تو اس کا مذاق اڑایا جاتا تھا، سوچنے کی بات ہے کہ جب پتلۂ خاک ترقی کر کے اس درجہ کو پہنچ سکتا ہے تو اس خالق کا وعدہ کیسے غلط ہو سکتا ہے مگر ان ساری ترقیات میں چونکہ وہ عنصر شامل نہیں ہے، اس لئے یہ ساری ترقیات جو انسان کی راحت رسانی کے لئے تھیں، اس کے لئے بلائے بے درماں بنی ہوئی ہیں، سب کچھ ہے لیکن سکون چین نہیں ہے، انسان خود اپنے جیسے انسانوں کا شکاری بنا ہوا ہے، کچھ سعید روحیں جب سکون کی تلاش میں بے چین پھرتی ہیں تو ان کو ان تعلیمات میں سکون ملتا ہے جو ان کے رب نے ان کے لئے اپنے کلام پاک میں اپنے نبی کے ذریعہ سے اتاری ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے کم و کاست ان کو برت کر اور عمل کر کے دکھایا ہے، وہ سعید روحیں جب ہر طرف سے آ کر ان کو پڑھتی ہیں اور ان کا مطالعہ کرتی ہیں تو ان کو یہیں چین نظر آتا ہے اور اپنے کو انہیں تعلیمات کے حوالہ کر دیتی ہیں، یعنی اسلام قبول کر لیتی ہیں۔

اب اگر ہم مسلمان ان تعلیمات اسلامی کا اپنے اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، معاملات و سلوک میں مظاہرہ کریں تو پھر کس تیزی کے ساتھ بھولی بھٹکی روحیں اس کی طرف بڑھیں گی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کریں، جس کو کسی ایک مرد مومن نے پیش کیا ہے تو ہزاروں لاکھوں انسانوں نے تاریکیوں سے نکل کر اس روشنی میں پناہ لی ہے:

"نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

کاش کہ ایسا ہوتا:

"یک حرف کاش کیست کہ صد جا نوشتہ ایم"

حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ انسانیت ابھی بالکل مردہ نہیں ہوئی ہے، کچھ مخلص و با کردار لوگ انسانیت کی صدا لگائیں تو ان کی آواز صدا بصحرا نہیں ثابت ہوگی۔ مغربی تہذیب اور میڈیا کی حیا سوز، انسانیت سوز نشریات نے خود غرضی و مفاد پرستی کو اس درجہ کو پہنچا دیا ہے جس نے سماجی و خاندانی نظام کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے، پھر سکون و چین ملے تو کہاں سے، اسی لئے بے چین روحیں سکون کی تلاش میں اسلام کے شجر سایہ دار کی طرف بڑھ رہی ہیں، جن کا ذکر میڈیا میں کم آتا ہے، لہٰذا ان ساری سازشوں اور اسلام دشمن منصوبوں کے باوجود ہمیں مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ کامیابی و نصرت خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کی سنت یہی ہے کہ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ ☆☆

ختم نبوت بلوچستان کے سابق امیر

مردِ درویش مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

مولانا مفتی احمد خان

موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے، نہ ولی، نہ عالم، نہ جاہل، نہ نیک، نہ بد، نہ مومن، نہ کافر، نہ شاہ، نہ گدا اپنے اپنے وقت پر سب ہی گئے اور سب کو ہی جانا ہے، موت ایک اٹل حقیقت ہے، کوئی بچ نہیں سکتا، لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت اور سعادت مند لوگ ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے، قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں، ایسی عظیم ہستیوں میں ایک عظیم انسان میرے والد ماجد مولانا عبدالواحدؒ بھی تھے، اب پاکستان بھر میں ان کی سحر آفریں آواز آنا بند ہوگئی۔

حضرت مولانا عبدالواحدؒ خطابت کے بادشاہ، عمل کا نمونہ، عاقل وفہیم، عابد وزاہد، جری اور بہادر تھے، آپ وقت کے ولی بھی تھے، خطیب، ادیب اور مجاہد ختم نبوت تھے۔ بلوچستان کے نامور عالم دین حضرت اقدس مولانا سید عبدالستار شاہ نے تعزیت کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اس مرد مجاہد میں کچھ ایسے اوصاف تھے جو دوسروں سے ممتاز تھے، اس مرد قلندر نے چالیس سال اس مرکز میں خدمات سرانجام دیں، یہ آپ لوگوں کا کمال نہیں بلکہ حضرت کی سب سے بڑی کرامت تھی، بلوچستان بھر میں تین حضرات بڑے بہادر اور دبنگ تھے، ان میں سے ایک آپؒ اور ایک بلیلی کسٹم آغا اور کڈ ہی آغا تھے، جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں میں صلح کرائی، یہ بڑے اعزاز کی بات ہے اور سب سے بڑھ کر اعزاز کی بات یہ ہے کہ یہ صف اوّل کے ختم نبوت کے مجاہد تھے اور بلوچستان ختم نبوت کے ١٦ سال امیر رہے اور ایک اعزاز کی بات یہ تھی کہ ان جیسے خطیب کم ہی اہل بلوچستان کو نصیب ہوئے، آپ کی تقریر پر وقت کے بڑے بڑے مشائخ عظام سر دھنتے تھے۔''

جوانی کی دنوں میں حضرت مفتی محمودؒ بلوچستان تشریف لائے تھے، آپ کی تقریر پر مفتی محمودؒ بھی آبدیدہ ہوگئے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالکریم نے حضرت کی تعزیت کے موقع پر فرمایا: پاکستان کی پشتون تاریخ میں دو خطباء جن کو اللہ رب العزت نے بڑا مقام عطا فرمایا تھا، ان میں خیبر پختونخوا کے مولوی محمد امیر بجلی گھر اور بلوچستان میں مولانا عبدالواحد تھے۔ مولوی محمد امیر خود، مولانا کی تقریر کے بڑے مداح تھے، آپ ہر وہ کام کرتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت رسول کا پہلو موجود ہو، آپ کی تقریر اور وعظ سے متاثر ہوکر سینکڑوں ہندو، عیسائی مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے بیان سے پتھر دل موم ہوجاتا تھا، آپ کے ہم عصر علماء فرماتے تھے کہ جس جرگہ میں یا جلسے میں مولانا (عبدالواحد) مرحوم موجود ہوتے اس جرگے اور جلسے کا اثر ہی کچھ اور ہوتا تھا، آپ کی نظر میں غریب، امیر، بڑا چھوٹا اور مالدار سب کے سب برابر ہوتے تھے، آپ کا دور تقریباً ۴۵ سال پر محیط رہا، دور خطابت میں کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ دن رات جب بھی کوئی کسی کام کے لئے چلنے کا کہتا تو انکار نہ کرتے فوراً ان کے ساتھ روانہ ہوجاتے۔ ۱۹۸۸ء میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے موسم حج میں حج کے لئے بڑے مشائخ پر مشتمل علماء کرام کا ایک وفد بھیجا، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی بھی تھے، بلوچستان سے مولانا مرحوم شامل تھے۔ اسلام آباد میں حالت احرام میں آپ نے جہاز پر سوار ہونے سے انکار کردیا، وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار نیازیؒ نے وجہ پوچھی؟ تو فرمایا کراچی ٹو جدہ، لاہور ٹو جدہ، ملتان ٹو جدہ، اہل بلوچستان نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ کراچی سے جدہ جاتے ہیں، وفاقی وزیر نے اس وقت وعدہ کیا کہ اگلے سال ان شاء اللہ! کوئٹہ سے جدہ فلائٹ چلے گی، افتتاح آپ کریں گے، چنانچہ اسی وقت سے فلائٹ شروع ہوئی، اس سے قبل حجاج بسوں کے ذریعے سے کراچی جاتے، پھر وہاں سے بذریعہ فلائٹ جدہ جاتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالواحد نے ساری زندگی حالت سفر میں گزاری، مرکزی جامع مسجد قندھاری میں پینتالیس سال ایک حجرے میں گزاری اور موت بھی حالت سفر میں آئی، اگر آپ چاہتے تو اپنے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ بنگلہ بنا سکتے تھے۔ آپ کے اندر عاجزی انتہائی اعلیٰ درجہ کی تھی، آپ جب اپنے آبائی گاؤں چلے جاتے تھے تو وہاں پر آپ نے چند بکریاں پال رکھی تھیں، ان کو خود چراتے تھے اور باغ سے گھاس خود کاٹ کر

لاتے تھے اور چارہ خود ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بکریاں چرانا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، آپ ہمیشہ تہجد کی نماز کی پابندی کرتے تھے اور سجدے میں سر رکھ کر خوب روتے تھے، گھر والوں کا بیان ہے کہ جب بھی گھر آتے تھے رات کو اکثر اوقات دو یا تین بجے جرگوں سے آنا ہوتا یا کسی دوسرے پروگرام سے آتے تھے تب بھی تہجد کی نماز کا ناغہ نہیں فرماتے تھے، جب تک صحت نے ساتھ دیا کبھی بھی کسی نے نماز کے لئے نہیں جگایا، آپ موجودہ دور کی لغویات سے کوسوں دور تھے، خاص کر تصویر اور موبائل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اگر کسی کو تصویر بناتے دیکھتے تو سختی سے منع کرتے اور سخت ناراض ہوجاتے تھے۔

مولانا عبدالواحد شہنشاہ خطابت تھے، آپ نے اپنی تقریر میں کبھی بھی کوئی بھی ایسی بات زبان پر نہیں لائی جس سے کسی مسلمان کی دل آزاری ہوئی ہو، آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رعب وجلال عطا فرمایا تھا، بڑے بڑے لوگ آپ کے رعب وجلال سے مرعوب ہوجایا کرتے تھے، آپ زندگی کے آخری دو تین سال میں بہت کمزور اور نحیف ہوگئے تھے، لیکن اس کے باوجود تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے جلسوں، اجتماعات میں شرکت کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے، آپ حقیقی معنوں میں عاشق رسول تھے، آپ جس محفل میں مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کا تذکرہ کرتے تو بڑے وجد میں آجاتے تھے جس کی وجہ سے سامنے موجود اکثر لوگ مسحور ہوجاتے تھے اور خود بھی حضرت آبدیدہ ہوجاتے تھے۔ مولانا عبدالواحد نے اپنی ساری زندگی اسلام کی تشریح، تبلیغ ختم نبوت اور خدمت خلق کے لئے وقف کر رکھی تھی وہ اسلامی مزاج کی جیتی جاگتی تصویر اور سنت رسول کی اتباع کا وہ عملی نمونہ تھے ان کے دل میں جنون کی حد تک عشق مصطفیٰ بھرا ہوا تھا، حضرتؒ کی اس دور میں سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کے دل میں ذرہ برابر بھی دنیا کی محبت نہ تھی، آپ نے ساری زندگی سائیکل تک نہیں خریدی، ایسے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے متعلقین تھے جو وقت کے بڑے بڑے سرمایہ دار تھے اور خود آ کر حضرت سے کہتے کہ مولوی صاحب! جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو بتاؤ، لیکن آپ نے زندگی بھر کوئی خواہش ظاہر نہیں کی، حقیقت یہ تھی کہ آپ کے اندر دنیا کے اعتبار سے کوئی بھی خواہش نہ تھی، آپ سفر میں اکثر اوقات خاموش رہتے یا مطالعہ اور ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے، آپ نے ہزار دانے والی تسبیح بنا رکھی تھی، حسن اتفاق ہے کہ رات کو سوئے ہوتے تھے اور انگلیوں پر تسبیح جاری رہتی تھی، آپ کا جنازہ اس اعتبار سے تاریخی جنازہ تھا کہ ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر ہونے والے جنازہ میں ۲۵ سے ۳۰ ہزار افراد شریک ہوئے، دوپہر کو حضرت کا انتقال ہوا اور دوسرا جنازہ چمن آبائی وطن میں ہوا، مغرب سے قبل تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

مغربی طاقتیں اور لادین عناصر پاکستان کو سیکولر بنانے پر تلی ہوئی ہیں: مولانا فضل الرحمن

گوجرانوالہ... جمعیت علماء اسلام اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ چیئرمین کشمیر کمیٹی مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ مغربی طاقتیں اور لادین عناصر پاکستان کو سیکولر بنانے پر تلی ہوئی ہیں۔ کے پی کے اور بلوچستان کے غلامان مصطفےٰ نے ہمیشہ جمعیت علماء اسلام اور دیگر دینی قوتوں پر اعتماد کیا ہے۔ اب پنجاب کے غلامان رسول کی باری ہے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کریں اور ایم ایم اے کو تاریخی کامیابی دیں۔ غیر ملکی ایجنٹوں کو منصوبے کے تحت کے پی کے میں اقتدار دیا گیا تاکہ دینی قوتوں کو ناکام بنایا جاسکے مگر وہ قوتیں اور ان کے ایجنٹ منہ کی کھانے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ صوبے کے مختلف علاقوں کی حالت ابتر بنانے کے بعد انہوں نے دینی قائدین کو دی گئی سیکورٹی بھی واپس لے لی ہے۔ جس پارٹی کے ارکان کی اکثریت بک جائے وہ کرپشن کے خلاف باتیں کرے تو ساری حقیقت کھل جاتی ہے۔ کے پی کے، کے نظام کو تباہ کرنے کے بعد اب ان کی نظریں پورے ملک کو تباہ کرنے پر ہیں۔ پاکستان کے عوام کو ایم ایم اے پر اعتماد ہے۔ ماضی میں ہمارا مینڈیٹ چرایا گیا اب اگر ایسا ہوا تو پھر حالات خراب ہوں گے۔ کسی کو مینڈیٹ چرانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ احتساب کے نام پر انتقام لیا جارہا ہے۔ احتساب سب کا ہی ہونا چاہئے۔ کردار کشی اور الزام تراشی کی سیاست کرنے والے ملک کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مدرسہ نصرۃ العلوم، مسجد نور گوجرانوالہ میں اجتماع عام اور میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجتماع سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر پیر طریقت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی نقشبندی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم مولانا محمد فیاض خان سواتی، ناظم مولانا صوفی محمد ریاض خان سواتی اور دیگر نے خطاب کیا۔ میڈیا سے بات چیت کے موقع پر جمعیت علماء اسلام کے امیر ضلع حاجی محمد شاہ زمان، جنرل سیکرٹری چوہدری بابر رضوان باجوہ اور دیگر بھی موجود تھے۔ قبل ازیں مولانا فضل الرحمن، حاجی شاہ زمان کے گھر ان کے والد کی تعزیت کے لئے گئے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرائی اس موقع پر کارکنوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

حضرت محمد ﷺ کی سیاسی دستاویزات

انسانی حقوق کی علمبردار

(۲) ڈاکٹر ظفر دارک قاسمی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

احترامِ آدمیت

اور تم سب عنقریب رب ذوالجلال کے پاس جاؤ گے! پس وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔ (ابن ہشام، ج۴، ص:۲۰۵)

ان ارشادات ختم المرسلین پر غور کیجیے اور ایک مرتبہ پھر اس وقت، اس زمانہ کا تصور کر لیجیے! جب کہ حقوق ومساوات انسانی کا یہ سبق، احترام آدمیت کا یہ فرمان اور تکریم انسانیت کا یہ اعلان یا مختصر الفاظ میں یہ منشور انسانیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جاری کیا جا رہا تھا، اور اسے تمدن ومعاشرت انسانی کا لازمہ قرار دیا جا رہا تھا، تاریخ بتاتی ہے کہ اس ''منشور انسانیت کا اجرا آج سے کوئی ڈیڑھ ہزار برس پہلے اس وقت روبہ عمل آ رہا تھا! جب کہ دنیا میں کہیں حقوق انسانی کا کوئی یقینی تصور موجود نہ تھا۔ (صلاح الدین، بنیادی حقوق، ص:۳۷/۳تا۴۶ میں تفصیل دیکھیے)

انسانی مساوات کے الفاظ لغت اقوام میں سراسر اجنبی تھے (ایضاً، ص:۸۲) اور تمدن ومعاشرت باہمی کے لئے احترام آدمیت اور حقوق انسانی کی اہمیت سے یونان وروم، عجم وعرب سے سب ہی ناواقف تھے۔

علاوہ ازیں ان حقوق انسانی کا اجرا جس ذات بابرکت کے ہاتھوں ہو رہا تھا، وہ نہ صرف یہ کہ اوج رسالت پر فائز اور صفات وکمالات نبوت سے آراستہ تھی! بلکہ وہی ہستی امر واقع میں جزیرہ نمائے عرب کی مسند اقتدار پر جلوہ افروز تھی، اور ان حقوق وفرامین کے اجرا کی سند اسے مقتدر اعلیٰ کی طرف سے ملی تھی اور ان کی آخری منظوری احکم الحاکمین کے ایوان اختیار سے جاری کی جا چکی تھی۔ گویا سیاسی لغت کے حوالے سے یہ منشور انسانیت ایک وسیع الاختیار مملکت اور کثیر الوسائل ریاست کی طرف سے عطا کیے جا رہے تھے اور دینی، اخلاقی حوالے سے یہ رب الناس (انسانوں کے پالنہار) اور ملک الناس (انسانوں کے بادشاہ) کی عطائے خاص تھی جو حاضر وغائب تمام انسانوں تک بالواسطہ پہنچائی جا رہی تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ارشادات سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانیت کو جن حقوق وتحفظات سے سرفراز کیا جا رہا تھا، اور احترام آدمیت وانسانیت کے جو اصول زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جاری ہوئے، آنے والے زمانوں میں ان ہی کی روشنی وتابانی سے افق تا افق اجالا ہوا اور دنیا میں جہاں کہیں بھی بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور انسانی معاشرے میں جہاں کہیں بھی آزادی، مساوات اور حقوق کی آواز بلند ہوئی، اس کے پیچھے یہی آواز تھی جو اس وقت وادی فاران میں گونج رہی تھی۔

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان دستاویزات میں جن بنیادی انسانی حقوق اور تحفظات کو معاشرے ومساوات انسانی کے لئے لازم ٹھہرایا (اور جن میں سرفہرست، تحفظ جان، تحفظ مال وملکیت، تحفظِ عزت وآبرو، حق انصاف ومساوات، اور فرق و امتیاز کے بغیر انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک اور دیگر معاشرتی حقوق ومسائل شامل ہیں۔ (۲۷)۔ ان کی نوعیت یہ ہے کہ) وہ تمام تر ایجابی (POSITIVE) اور واقعی (REAL) حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو عوام کی طفل تسلی کے لئے خطابت کے زور پر، کاغذی پیرہن میں، وقتی حل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ نہ وہ ترحم خسروانہ کا عکس نہ تھے؛ بلکہ ان کے پیچھے اسلام کی مستقل تعلیمات، قرآن کی ابدی آفاقی ہدایات اور ریاست نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابندہ روایات جلوہ گر تھیں، ان حقوق کو عملاً برت کر دکھایا جا چکا تھا اور ایسے تحفظات، اس ریاست، اس معاشرے میں فراہم کیے جا چکے تھے جو اجرائے حقوق انسانی اور تشریف وتکریم آدمیت کی بجائے خود ضمانت تھے۔ ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دستاویزات کا جائزہ لیا جا رہا ہے جن کا تعلق فرامین ومعاہدات سے ہے۔

انسانی اور آفاقی پہلوؤں اور متعلقات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں کہ محسن انسانیت، رہبر آدمیت، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی دستاویزات الفاظ کے پیراہن میں کتنے ہی چمن زار معانی رکھتی ہوں، جن کی نکہتوں نے پورے عالم کو معطر کر دیا تھا اور چمن انسانیت میں جس کی خوشبو آج تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دستاویزات کے بہت سے روشن پہلوؤں میں سے

روشن تر پہلو اور نمایاں ترین وصف ان کا انسانی پہلو اور ان کی ہمہ گیریت وآفاقیت ہے، اس بات کا اندازہ نہ صرف یہ کہ ان کے مضمون اور ان کے محل وقوع سے ہو جاتا ہے؛ بلکہ اس کا صاف قرینہ یہ بھی ہے کہ چوں کہ پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ تمام عالم کے لئے، تمام زمینوں کے اور تمام زمانوں کے لئے ہوئی، نیز آپ پر ایک عالمی آفاقی کتاب ہدایت کا نزول ہوا، اور آپ کی دعوت وتبلیغ کا فتنی، آپ کا لایا ہوا پیغام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی عالمی انسانی آفاقی نوعیت کا تھا؛ اس لئے ایسے ہمہ صفت، ہمہ جہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اظہار اور ہادی عالم کی عالمگیر نبوت کا مقتضا بھی دراصل، ایسے خطاب اور معاہدات و دستاویزات کی صورت میں ہی موزوں ہوسکتا تھا۔ جس کے آئینہ میں ہر زمانہ اپنی تصویر دیکھ لے اور جان لے کہ اس دائمی منشور انسانیت کی رو سے، وہ شرف آدمیت وانسانیت کی کون سی منزل میں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دستاویزات کا انسانی اور آفاقی پہلوؤں کی معنویت و اہمیت کا جائزہ اپنے زمانے اور تاریخی پس منظر کے حوالے سے راقم پچھلے صفحات میں کر چکا ہے؛ لیکن یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان کی اہمیت اپنے پس منظر کے حوالے سے فزوں تر ہوجاتی ہے؛ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد رسالت کے بعد بھی عرصۂ دراز تک یہی انسانی اور آفاقی اقدار اسلامی معاشرہ کی روح رواں بنی رہی ہیں، جن کی ترجمانی اس منشور انسانیت میں کی گئی تھی؛ بلکہ شاید یہ کہنا بھی مبالغہ تصور نہ کیا جائے گا کہ آزادی وحقوق انسانی کا جو پروانہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔ اس نے خاکی انسانوں میں جرأت و ہمت، اور آزادی وبے باکی کے ایسے شرارے بھردیے تھے کہ جس کے سبب ان کی گردن کٹ تو سکتی تھی؛ مگر جھک نہیں سکتی تھی، پھر جب اسلامی اقتدار حدود عرب سے نکل کر شمال میں آگے بڑھا اور مشرق ومغرب کی وسعتوں پر چھاتا چلا گیا تو حقوق انسانی کی سوغات اور آزادیوں کا توشہ دوسری اقوام وملل کو بھی ملا اور یوں جہاں جہاں شرف آدمیت کے چراغ روشن ہوئے اور احترام وحقوق انسانی کے لئے آواز بلند کی گئی، اس کا سرچشمہ اسی منشور انسانیت میں پنہاں ہے۔

آج ہم جس عہد میں زندگی گزار رہے ہیں، بہ ظاہر اس کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کرسکتی ہے؛ لیکن بہ نظر غائر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ظرف اور زماں کی ہزار تبدیلیوں کے باوجود "انسانیت" دم بہ دم خیر وفلاح سے محروم ہوتی چلی جارہی ہے، اقصائے عالم میں رفتہ رفتہ ایک عالمگیر جاہلیت، کا اثر ونفوذ بڑھتا چلا جارہا ہے بہ قول ایک مصنف انسانوں نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا، مچھلیوں کی طرح پانی میں تیرنا سیکھ لیا؛ لیکن آدمیوں کی طرح زمین پر چلنا بھول گئے۔ اخلاق ومعنویات اور حقیقی انسانی صفات وکمالات میں سخت انحطاط اور تنزل ہوا، غرض لوہے اور دھات کو ہر طرح ترقی ہوئی اور "آدمیت" کو ہر طرح زوال ہوا۔ قوم ہو یا فرد آج ہر ایک کمزوروں سے طاقت کی وہی زبان استعمال کررہا ہے اور قوت کی وہی دلیل آگے لا رہا ہے، جو کبھی عہد جہالت کا طغرائے امتیاز تھا، انسانی حقوق کی پامالی اور آزادیوں کی غلامی کے ہزار عنوان قائم ہوگئے ہیں، شیطنت وبہیمیت کا صحرا پھیلتا چلا جا رہا ہے، اور شرف آدمیت وانسانیت کے چھوٹے چھوٹے نخلستان باقی رہ گئے ہیں؛ بلکہ آج بھی غیر اللہ کی عبادت و طاقت کا بازار گرم ہے، آج بھی خواہشات نفس کا بگل برسرراہ بج رہا ہے۔ آج عالم انسانیت اپنی وسعت، وسائل سفر کی فراوانی، نقل و حرکت کی آسانی اور اقوام وممالک کے قرب واتصال کے باوجود پہلے سے کہیں زیادہ تنگ ہے۔ اس وقت کا مادہ پرست انسان اس دنیا میں کسی دوسرے کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنے فوائد اور خواہشات نفس اور خود پرستی کے سوا اس کو کسی چیز سے دلچسپی نہیں۔

خودغرضی نے اس کی گنجائش نہیں چھوڑی کہ کسی لمبے چوڑے ملک میں دو آدمی بھی زندہ رہ سکیں، تنگ نظر وطن پرستی ہر ایسے انسان کو جو اس کے وطن کے باہر پیدا ہوجانے کا قصوروار ہے، نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اس کے ہر کمال کی منکر ہے اور اس کو ہر حق سے محروم کرتی ہے۔ انسانی معاشروں میں جاہلیت کے آثار ومفاخر نے پھر سے جنم لے لیا ہے، امن عالم کو پہلے سے زیادہ خطرہ درپیش ہے، استعماریت، طبقاتی کشمکش، نسلی اور قومی امتیازات نے خشکی وتری ہر جگہ فساد بپا کر رکھا ہے، اور بحیثیت مجموعی، قبائے انسانیت گردآلود ہوگئی ہے۔ ایسے عالم میں پھر سے ضرورت ہے کہ "اس صوت ہادی" کو سنا جائے جس نے کوئی ڈیڑھ ہزار برس پہلے کایا پلٹ دی تھی۔ کیا عجب منشور انسانیت کے ان چند فقروں کی دیانت دارانہ تعمیل سے ہی عالم انسانیت کتنی ہی لعنتوں سے نجات پا جائے اور اس شاہراہ حیات پر گامزن ہوجائے جو دین ودنیا کی فلاح کی راہ ہے۔

بہرحال حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستاویزات تھیں جسے عالمی انسانی منشور قرار دیا جانا مناسب ہے، یہ اپنی مستقل حیثیت، اہمیت و افادیت رکھتی ہیں، باعث اجر وبرکت اور ہر لحاظ سے قابل توجہ اور قابل عمل ہیں، ان کا متن، مواد اور مضامین سرتاسر الہامی ہیں (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ) کیونکہ یہ خود کلام نبوت ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآنی تعلیمات اور احادیث رسالت مآب سے وابستہ ہیں۔ یہ دستاویزات حاکمانہ بصیرت وتجربات سے مستفاد ہیں۔

اس دفعہ......۱۹۷۴ء کا تقاضہ یہ تھا کہ حاضر سے غائب تک سامعین کی وساطت سے منتقل ہوتا چلا جائے اور جو اسے سنتا جائے، دوسروں تک پہنچاتا چلا جائے (بلغوا عنی ولو آیة) بظاہر یہ سادہ سی ہدایت تھی؛ لیکن اس میں گویا ابلاغ عامہ کے عمودی رخ کی تمام وسعتیں پنہاں تھیں؛ جب کہ دوسری شق میں (یہ فرما کر کہ) قریب والوں پر لازم ہے کہ دور والوں تک یہی پیغام پہنچاتے رہیں، یہ گویا افقی طرز ابلاغ ہے؛ چنانچہ قاعدے کے مطابق اگر نجوم ہدایت لئے یہی ابلاغی لہریں واسطہ در واسطہ عمودی اور افقی دونوں سمتوں میں حرکت پذیر رہیں تو پورے کرۂ وجود پر اجالا پھیل جاتا ہے، ضمناً یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجالے پھیلانے، روشن کو روشن تر کرنے آئے تھے، قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین (سورۂ مائدہ، آیت ۱۵) اور یہ بھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض منصبی میں داخل تھا کہ عوام الناس کو مقام آشنا، حقوق آشنا کرکے ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی دلہیز پر لے آئیں۔ لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورۂ ابراہیم، آیت ۱) اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کا یہ فرض منصبی ٹھہرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب ہدایت وارشاد سے ایک ایک کرن مستعار لے کر ہر ایک کے لباس وجود میں ٹانک دے؛ تاکہ آج وفور معلومات کے باوجود افکار میں جو تیرگی بڑھ گئی ہے اسے روشنی نصیب ہو۔ تسلسل ابلاغ کی جو ذمہ داری ہر مسلمان (فرد و جماعت) پر عائد ہوتی ہے، اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دستاویزات کو ہر ممکن طریقہ سے دوسروں تک پہنچایا جائے، تاکہ جو سلسلہ غیر مختتم صدیوں سے جاری ہے اس میں خلل واقع نہ ہو۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند انڈیا فروری مارچ ۲۰۱۸ء)

ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاءالمومن شاہ بخاریؒ انتقال کر گئے

نماز جنازہ سیّد عطاءاللہ شاہ ثالث نے پڑھائی، حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں کی طرف مدفون ہوئے، کئی سال سے علیل تھے، ۷۷ برس عمر پائی، بلند پایہ عالم، محقق اور تمام مکاتب فکر کے اتحاد کے داعی تھے، ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

ملتان (رپورٹ عرفان احمد عمرانی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے رہنما، ابن امیر شریعت سیّد عطاء المومن شاہ حسنی قادری بخاری انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب اسپورٹس گراؤنڈ ملتان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ صاحبزادہ سیّد عطاءاللہ شاہ ثالث نے پڑھائی اور جلال باقری قبرستان میں احاطہ بنی ہاشم میں حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں کی طرف مدفون ہوئے۔ ملک بھر سے مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں نے ان کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا۔ مولانا سیّد عطاء المومن شاہ بخاری ۵/اپریل ۱۹۴۱ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے، ان کی عمر تقریباً ۷۷ برس تھی اور وہ گزشتہ کئی سال سے علیل چلے آرہے تھے۔ وہ بلند پایہ عالم دین، محقق اور تمام مکاتب فکر کے اتحاد کے عمر بھر داعی رہے، انہوں نے ابتدائی تعلیم و حفظ القرآن حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے پاس جامعہ خیر المدارس ملتان میں مکمل کیا اور ابتدائی کتب بھی وہیں پڑھیں۔ کچھ عرصہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قاسم العلوم ملتان میں بھی پڑھا۔ بعدازاں خانقاہ سراجیہ کندیاں میں تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔ ان کی پہلی بیعت حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ سے تھی۔ بعدازاں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق قائم کیا۔ انہوں نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ سمیت بہت سی دینی و سیاسی تحریکات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے ۱۹۸۸ء، ۱۹۹۲ء اور ۲۰۱۴ء میں مذہبی قوتوں کے اتحاد کے لئے جدوجہد کی۔ حضرت نے بھرپور سیاسی زندگی بسر کی۔ مرحوم ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری مدظلہ کے بڑے بھائی، سیّد محمد معاویہ بخاری، سیّد محمد مغیرہ بخاری کے چچا سیّد عطاء المنان بخاری کے تایا اور سیّد محمد کفیل بخاری کے ماموں تھے انہوں نے پسماندگان میں ایک بیٹا سیّد عطاءاللہ شاہ ثالث بخاری اور ایک بیٹی چھوڑے۔ اس کے علاوہ ہزاروں احرار کارکنان، عقیدت مند سوگوار چھوڑے۔ جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلہ عثمان آباد ملتان میں زندگی کا ایک طویل حصہ خطابت کی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء، طلبا، وکلا، دانشور، سیاسی، سماجی تاجر تنظیموں اور صحافیوں سمیت زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ جیؒ کے درجات بلند فرمائیں اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۴/اپریل ۲۰۱۸ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

جامعہ عبیدیہ کے سالانہ اجتماع میں حاضری:

میرے حضرت جی سیّدی و مرشدی شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ راقم کے ابوداؤد شریف اور ہدایہ رابعہ کے استاذ بھی ہیں۔ آپ کا بیعت کا تعلق زبدۃ العارفین، امام الزاہدین، شیخ التفسیر، مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ سے رہا۔ آپ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں تدریس کے زمانہ پر جمعرات شام کو شجاع آباد حضرت بہلویؒ کی خدمت میں تشریف لاتے اور شام تک رہتے، لیکن آپ کو پہلی خلافت جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے سلسلہ قادریہ راشدیہ میں ملی۔ حضرت موصوف کی وفات کے بعد آپ نے اپنا اصلاحی تعلق مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا اور سلسلہ چشتیہ میں خلافت پائی۔

آپ کے چوتھے شیخ حضرت علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان تھے، جن سے سلسلہ نقشبندیہ میں مجاز ہوئے۔

مخدوم العلماء حضرت سیّد انور حسین شاہ نفیس الحسینیؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کے بعد آپ نے اپنا اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے استوار کیا اور سلسلۂ نقشبندیہ میں بہت سے اسباق لئے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے بعد آپ حضرت مولانا عبدالحئی نقشبندیؒ مانسہرہ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے۔ غرضیکہ آپ کبھی بھی بغیر شیخ کے نہیں رہے، لیکن آپ پر غلبہ قادریہ راشدیہ کے سلسلہ کا ہے اور کلمات توبہ کہلانے کے بعد فرماتے ہیں: ''میں نے بیعت کی حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے لئے جاوید کے ہاتھ پر'' آپ جامعہ عبیدیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث بھی ہیں ہر سال صوفیاء کرام کا اجتماع منعقد فرماتے ہیں۔ امسال ۲۸ تا ۳۰؍ مارچ ۲۰۱۸ء کو یہ اجتماع منعقد ہوا، جس کی کئی نشستیں ہوئیں، پہلی نشست کی تلاوت مولانا قاری عبدالرحمن مدنی نے کی۔

حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے ترجمہ قرآن کی کلاس کا اختتامی سبق پڑھایا اور آخری دو سورتیں (معوذتین) پر درس دیا۔ مولانا مفتی محمودؒ کے صاحبزادے سینیٹر مولانا عطاء الرحمن کا بیان ہوا اور حضرت والا نے قادریہ راشدیہ کے سلسلہ کے مطابق مجلس ذکر کرائی۔ اختتامی دعا قاری امان اللہ کراچی نے کرائی۔

۲۹؍ مارچ کو تہجد کی نماز کے بعد مولانا سیّد علی حسین کا بیان ہوا۔ مجلس ذکر اور دعا سیّد شیراز الحق نے کرائی۔ اشراق کی ترغیب پر مولانا عبدالحق شورکوٹ والوں کا بیان ہوا اور مجلس ذکر بھی۔ ساڑھے نو بجے کے بعد چاشت کی نماز ادا کی گئی اور مولوی سیف الرحمن اور آصف شیرازی نے نعت پیش کی۔ بیان قاری نصر اللہ نے کیا اور مجلس ذکر مولانا عبدالغفار بلوچ کوئٹہ نے کرائی۔ صوفی شیر خان کا بیان ہوا۔ ظہر کی نماز کے بعد مولانا مفتی محمد قاسم استاذ جامعہ عبیدیہ نے درس حدیث ارشاد فرمایا مفتی احمد انور اور مولانا مطیع الرحمن عباسی کے بیانات ہوئے۔ بعد نماز عصر ختم خواجگان اور ملفوظات حضرت بہلویؒ کی تعلیم ہوئی اور مولانا عبدالقادر کا بیان ہوا۔

بعد نماز مغرب: تلاوت قاری رشید احمد کراچی اور نعت رسول مقبول پیش فرمائی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مفتی مولانا مفتی محمد عبداللہ اور جامعہ باب العلوم کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور مدظلہ، حضرت میاں محمد اجمل قادری سجادہ نشین خانقاہ شیرانوالہ لاہور مخدوم زادہ سیّد محمد زکریا کے بیانات ہوئے اور دعا حضرت بہلویؒ کے جانشین مولانا عزیز احمد بہلوی نے کرائی۔

بروز جمعہ

بیان تہجد: حضرت مولانا اصغر علی دامت برکاتہم **مجلس ذکر:** حضرت حافظ شاہد حسن، **بعد نماز فجر:** درس قرآن حضرت مولانا جمیل احمد زید مجدہ، حضرت مولانا عبدالرشید، **مجلس و ذکر بیان:** مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا اور یہ سلسلہ جمعہ کے بعد تک جاری رہا۔ زیادہ تر بیانات اصلاحی اور مجالس ذکر منعقد ہوئیں اور تین دن جامعہ میں بہار رہی اور سینکڑوں مسلمانوں نے حضرت شاہ صاحب مدظلہ کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کی۔ یہ اجتماع عام اجتماعات سے منفرد تھا۔ جامعہ کے در و دیوار تین دن تک اللہ، اللہ کی صداؤں سے گونجتے رہے۔ راقم نے حضرت والا سے اجازت لی اور عازم سرگودھا ہوا۔

خطبہ جمعہ: مولانا نور محمد ہزاروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر اور قادیانیت پر عبور رکھنے والے عالم دین ہیں۔ جامع مسجد ابوحنیفہ میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں۔ جامع مسجد ابوحنیفہ زیر تعمیر ہے۔

اس کے قریب غالباً ناز سینما تھا، کروڑوں روپے خرچ کرکے وہاں مدرسہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ پاک انہیں اس عزم مصمم میں کامیابی وکامرانی سے نوازیں۔ ان کے حکم پر راقم نے ۳۰؍مارچ کا جمعہ جامع مسجد ابوحنیفہ میں دیا۔

جامع مسجد عثمانیہ میں ختم نبوت کورس: مولانا ثناء اللہ ایوبی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے عمائدین میں شامل ہیں، انہوں نے ۳۰؍مارچ بعد نماز مغرب اپنی مسجد میں ختم نبوت کورس رکھا۔ کورس کے شرکاء سے تلاوت ونعت کے بعد راقم نے ''اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی'' کے عنوان سے عام فہم لیکچر دیا، جس میں دس اوصاف بیان کرکے بتلایا کہ مرزا قادیانی میں اوصاف نبوت میں سے ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا۔ ۳۱؍مارچ کو سفر کرکے عازم ملتان ہوا۔ راقم کے ساتھ خوشاب اور میانوالی کے مبلغ مولانا محمد نعیم اور سرگودھا کے مبلغ مولانا امجد علی بھی شریک سفر ہے۔

سہ ماہی میٹنگ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مقامی ومرکزی مبلغین ہر تین ماہ کے بعد دفتر مرکزیہ ملتان میں جمع ہوتے ہیں۔ گزشتہ میٹنگ کی کارروائی پر بحث ہوتی اور تین ماہ کے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ رواں سہ ماہی میں رمضان المبارک کی مصروفیات کے باوجود نوے کانفرنسیں ترتیب دی گئیں، جو تمام اضلاع اور اضلاع کی تحصیلوں میں منعقد ہوں گی۔

علاوہ ازیں سالانہ ختم نبوت کورس جو ۲۱؍اپریل سے شروع ہوکر ۱۲؍مئی کو چناب نگر میں اختتام پذیر ہوگا۔ کورس سے پہلے تمام مبلغین اپنے اپنے حلقوں کے جامعات اور وسطانی مدارس میں بیان کرتے ہیں اور کورس کی اہمیت وضرورت بیان کی جاتی ہے۔ کورس میں قادیانیت کے علاوہ بہائیت، ذکری، پرویزی، گوہر شاہی، جاوید غامدی جیسے فتنوں پر ملک بھر سے علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لاکر اسباق پڑھاتے اور لیکچر دیتے ہیں، چنانچہ طے ہوا کہ ''قادیانی شبہات کے جوابات، جلد اول'' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پڑھائیں گے۔

جلد دوم کی تدریس مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان کے سپرد ہوئی۔

جلد سوم مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی پڑھائیں گے۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء پر لیکچر دیں گے اور قادیانیوں کے معروف استدلال ''ان لمھدینا آیتین'' پر سیر حاصل لیکچر دیں گے۔

مولانا رضوان العزیز ذکری، بہائی، پرویزی، غامدی عقائد پر روشنی ڈالیں گے۔

مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ ختم نبوت چناب نگر، مولانا محمد احمد مبارک پوری اور دوسرے اساتذہ کرام بھی بوقت ضرورت سبق پڑھائیں گے۔

مولانا رضوان العزیز کو تلقین کی گئی کہ مذکورہ عنوانات سے باہر نہ نکلیں۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ بائبل کا بشارات والا حصہ پڑھائیں گے اور ہر بشارت سے پہلے خلاصہ بیان فرمائیں گے۔

ڈسکہ سے تشریف لانے والے ہمارے انتہائی عزت واحترام کے لائق بھائی مولانا غلام مرتضیٰ بھی عیسائیت پر لیکچر دیتے ہیں۔

مولانا مفتی راشد مدنی شبہات جلد دوم کے علاوہ ایک سبق عیسائیت بھی پڑھائیں گے۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقدوس قارن، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، جناب محمد متین خالد بھی ایک ایک لیکچر دیں گے۔

کورس کے انتظامات حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی نگرانی میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا خبیب احمد، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا صغیر احمد سرانجام دیں گے۔

کورس کے اختتام پر ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے، جس میں مجلس کے مرکزی نائب امیر مرشد العلماء حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سمیت چنیوٹ اور مضافات کی علمی شخصیات شرکت کرتی ہیں۔ شرکاء کورس کو کتب، انعامات اور وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

جامعہ حنفیہ قادریہ: ملتان کی معیاری دینی درسگاہ ہے، جس کے بانی ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید، ہمارے حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز، مولانا محمد نواز سیال ہیں، جنہوں نے ملتان کے آخری کونہ خانیوال روڈ پر مل صادق آباد کے قریب جامعہ قادریہ حنفیہ شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ''جنگل میں منگل'' ہوگیا۔ آج الحمدللہ! دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق اور کلاسیں ہوتی ہیں۔ راقم ہر سال چناب نگر کورس کی دعوت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال ۵؍اپریل ظہر کی نماز کے بعد جامعہ کی وسیع وعریض مسجد میں سینکڑوں طلبا اور اساتذہ کرام کے سامنے کورس کی غرض وغایت رکھی دو درجن سے زائد طلبا نے نام لکھوائے۔ جامعہ میں مسافر طلبا کی تعداد پانچ سو ہے اور مجموعی تعداد سات سو سے زائد ہے۔

(جاری ہے)

مولانا سیّد فاروق ناصر شاہ کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد فاروق ناصر شاہؒ دارالعلوم فیصل آباد کے قدیمی فضلاء میں سے تھے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا عبدالقدیرؒ، مولانا سیّد فیض علی شاہؒ، مولانا محمد ظریفؒ جیسے علماء کرام اور مشائخ عظام شامل تھے۔

آپ ایک عالم دین کے ساتھ ساتھ ایک منجھے ہوئے طبیب بھی تھے۔ نیز آپ نے سلوک کی منازل مولانا سیّد علاؤالدین شاہؒ سے طے کیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ آپ کے ہاں ہر جمعہ کو عصر سے مغرب تک درود پاک کی مجلس منعقد ہوتی، جس میں سینکڑوں مریدین جمع ہوکر درود شریف کا ورد کرتے۔

کئی ایک مجالس میں راقم کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی تو مریدین ایک ہفتہ میں پڑھے ہوئے درود پاک کی تعداد بتلاتے تو ان حضرات پر رشک آتا اور اپنی کم مائگی پر رونا آتا۔

آپ دس سال قبل مجلس سے وابستہ ہوئے اور آج سے دس سال قبل الفتح گراؤنڈ میں ختم نبوت کانفرنس شروع کی، جس کے تمام مصارف خود ادا فرماتے۔ جماعت کے رفقاء سے بہت ہی محبت فرماتے۔ بیماری کے باوجود اگر کوئی جماعتی ساتھی عیادت کے لئے آتے تو فوراً ملاقات فرماتے۔ ہر جمعہ کو محفل درود پاک منعقد ہوتی تو اس میں بھی آپ کی کوشش ہوتی کہ کوئی مبلغ آکر بیان کریں، چنانچہ راقم کو بھی کئی مرتبہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نے اپنے تمام مریدین کو ختم نبوت کا ورکر بنادیا۔ چنانچہ اشتہارات وغیرہ بھی اپنے خدام کو حکم فرماکر لگواتے۔

کافی عرصہ سے گردے کے عارضہ (ڈائلاسز) پر تھے، جب گردوں کے مرض کی تشخیص ہوئی تو مطب اپنے فرزند ارجمند مولانا مفتی سیّد خبیب احمد زید مجدہ کے سپرد فرمادیا بلکہ تمام دینی امور سپرد فرمادیے۔ مولانا خبیب احمد شاہ نے بتلایا کہ مجھے تین وصیتیں فرمائیں:

۱:... جمعۃ المبارک کو عصر کے بعد منعقد ہونے والی مجلس درود شریف کو جاری رکھیں۔

۲:... الفتح گراؤنڈ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ختم نہ ہونے پائے۔

۳:... سال میں ایک مرتبہ جامعہ امدادیہ کے اساتذہ کرام کو پُرتکلف کھانا کھلایا جاتا ہے۔ شاہ صاحب نے بیٹے سے فرمایا کہ وہ کھانا جاری رہے۔

اصلاحی تعلق

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا آپ کا اصلاحی تعلق حضرت اقدس مولانا سیّد علاؤالدین شاہ صاحبؒ دارالعلوم شیخوپورہ سے تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین اور ہمارے نائب امیر حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت خاکوانی صاحب نے مجلس کے نائب امیر بننے سے قبل اور بعد اپنے خلیفہ باصفا سے تعلق برقرار رکھا اور حضرت مرحوم نے بھی آپ کو اپنے مرشد کا درجہ دیا۔ اللہ پاک آپ کے جانشین کو بھی یہ تعلق برقرار رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آپ علالت کے باوجود یاد خدا سے غافل نہیں رہے۔ علاج معالجہ جاری رہا تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا۔

آپ نے ۳/اپریل ۲۰۱۸ء کو جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۶۶ سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ جامعہ امدادیہ میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، میرے مرشد حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ، مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا قاری محمد یاسین سمیت تمام علماء کرام نے فیصلہ فرمایا کہ نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا مفتی خبیب احمد شاہ کرائیں، چنانچہ موصوف نے اپنے والد محترم کی نماز جنازہ کی امامت کی سعادت حاصل کی اور آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

مدارسِ دینیہ کی اسناد کی قانونی حیثیت

مولانا محمد حنیف جالندھری

وطن عزیز پاکستان اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے نعرے پر معرضِ وجود میں آیا۔ اس ملک کا آئین اسلامی ہے اس لئے ریاستِ پاکستان کی بنیادی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے کہ یہاں کے شہریوں کی دینی تعلیم کا بندوبست کیا جائے، اسلامی سروسز مہیا کرنے والے افراد تیار کئے جائیں، قرآن و سنت کی خدمت کا نظام تشکیل دیا جائے، یہاں کے باسیوں کی دینی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا جائے، لیکن بدقسمتی سے شروع سے ہی جو لوگ اور طبقات اس ریاست کے سیاہ و سفید کے مالک چلے آ رہے ہیں ان کی ترجیحات میں دینی تعلیم و تربیت شامل ہی نہیں رہی، اگر ان کا بس چلے تو وہ پاک وطن سے تمام دینی اقدار و روایات کو کھرچ کھرچ کر مٹا ڈالیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک سیکولر ملک بنانے کی سعی کریں۔

یہ ملک چونکہ عطیہ خداوندی ہے، اس لئے شروع سے ہی اللہ رب العزت نے بہت سے خوش نصیب لوگوں بالخصوص وطن عزیز کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے اور قربانیاں دینے والوں کی اولادوں اور نام لیواؤں کو وطن عزیز کے حصول کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی، چنانچہ پاکستان میں دینی مدارس کا ایک معیاری نظام موجود ہے نہ صرف دینی مدارس بلکہ ان کا ایک پورا منظم نیٹ ورک ہے، ایک جامع اور مکمل نظام تعلیم ہے جو اپنی مدد آپ کے تحت پاکستانی قوم کے تعاون سے ریاست کے حصے کا بوجھ بھی اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔ ایک ایسا تعلیمی نظام جو نظریہ پاکستان، مقاصدِ پاکستان اور آئین پاکستان کے تقاضوں کو کماحقہ پورا کرنے میں مصروف عمل ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دینی مدارس کے اس نظام کو اہمیت دی جاتی، دینی مدارس کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا، دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبا کو پاکستانی بچے سمجھا جاتا، دینی مدارس کے فضلاء سے دوسرے درجے کے شہریوں کا سا سلوک روا نہ رکھا جاتا، لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا تاآنکہ طویل جدوجہد اور تگ و دو کے بعد 1981/82ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے دینی مدارس کی شہادۃ العالیہ کو ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دے دیا۔ یہ ایک بڑی پیش رفت تھی جس کے دوررس اثرات مرتب ہوئے، دینی مدارس کے فضلاء کو زندگی کے مختلف شعبوں میں جانے کا موقع ملا، دینی مدارس کی تعلیم کی اہمیت کو ریاستی سطح پر تسلیم کیا گیا، دینی مدارس کو اپنا نظام و نصاب بہتر بنانے میں مدد ملی اور بہت سے نوجوانوں کو دین اور ملک و ملت کی خدمت کے مواقع میسر آئے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کی اسناد کی اس مسلمہ حیثیت کو نظر انداز کرنے کا سلسلہ بھی بڑھتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ دینی اسناد کی قدر و منزلت کو بھی دانستہ طور پر کم کرنے کی کوشش کی گئی ایسے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس مسلسل جہاں دینی مدارس کی حریت و آزادی کی جنگ لڑتے رہے اور دینی مدارس کے نظام کو بہتر سے بہترین بنانے میں مصروف عمل رہے وہیں دینی مدارس کی اسناد کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور ان اسناد کو حاصل قانونی حیثیت کے تحفظ کے لئے بھی جدوجہد جاری رکھی۔

کچھ عرصے سے بعض یونیورسٹیز کی طرف سے یہ شکایت موصول ہو رہی تھی کہ ان میں ایم فل اور پی ایچ ڈی وغیرہ کے داخلوں کے لئے دینی اسناد کے ہوتے ہوئے بھی، غیر ضروری اور غیر قانونی طور پر بی اے کی ڈگری کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس صورت حال پر اپنی تشویش سے ایچ ای سی کے ذمہ داران کو آگاہ کیا، ملاقاتیں کیں، رابطے کئے، تحریری طور پر نوٹس لینے کی درخواست کی جس کے نتیجے میں ایچ ای سی نے اس طرز عمل کا فوری نوٹس لیا اور تمام یونیورسٹیز کے نام ایک مراسلہ لکھا جس میں دینی مدارس کی اسناد کی قانونی حیثیت اور وقتاً فوقتاً یو جی سی اور ایچ ای سی کی طرف سے جاری ہونے والے نوٹیفکیشنز کی پاسداری کرنے کی تاکید کی گئی اور دینی اسناد اور ایچ ای سی کے معادلہ سرٹیفکیٹ کے ہوتے ہوئے کسی قسم کے اضافی مطالبے پر سخت برہمی کا اظہار کیا گیا اور بی اے سمیت کسی بھی قسم کی ڈگری کے مطالبے کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ ہماری دانست میں یہ مثبت سمت کی طرف ایک اہم پیش رفت ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایچ ای سی کے ذمہ داران کی طرح باقی یونیورسٹیز کی انتظامیہ اور ملکی اداروں میں اہم مناصب پر براجمان بیوروکریسی کے رویے میں بھی مثبت تبدیلی آئے اور دینی مدارس کے طلبا کو بھی اس ملک میں یکساں مواقع دیے جائیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے فضلاء کا احساسِ محرومی جب تک ختم نہیں کیا جاتا، انہیں آگے بڑھنے اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے یکساں مواقع جب تک مہیا نہیں کئے جاتے بہت سے مسائل پر قابو پانا ممکن نہیں لیکن اگر دینی مدارس کے فضلاء کو اسی ملک و قوم کے بچے تسلیم کر کے انہیں مواقع دیئے جائیں، ان کے لئے زندگی کے ہر شعبے کے دروازے کھولے جائیں تو اس کے نتیجے میں جہاں دینی مدارس کے فضلاء کا احساسِ محرومی دور ہوگا وہیں طبقاتی تفریق اور دو طرفہ انتہا پسندانہ رویوں کا بھی خاتمہ ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایچ ای سی کے حالیہ نوٹیفکیشن کو بنیاد بنا کر بہتری کی طرف خلوص دل سے سفر کا آغاز کیا جائے۔ ☆☆

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اِسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

- حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ
- مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ
- حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی — نائب امیر مرکزیہ
- حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337
فیکس +92-21-32780340